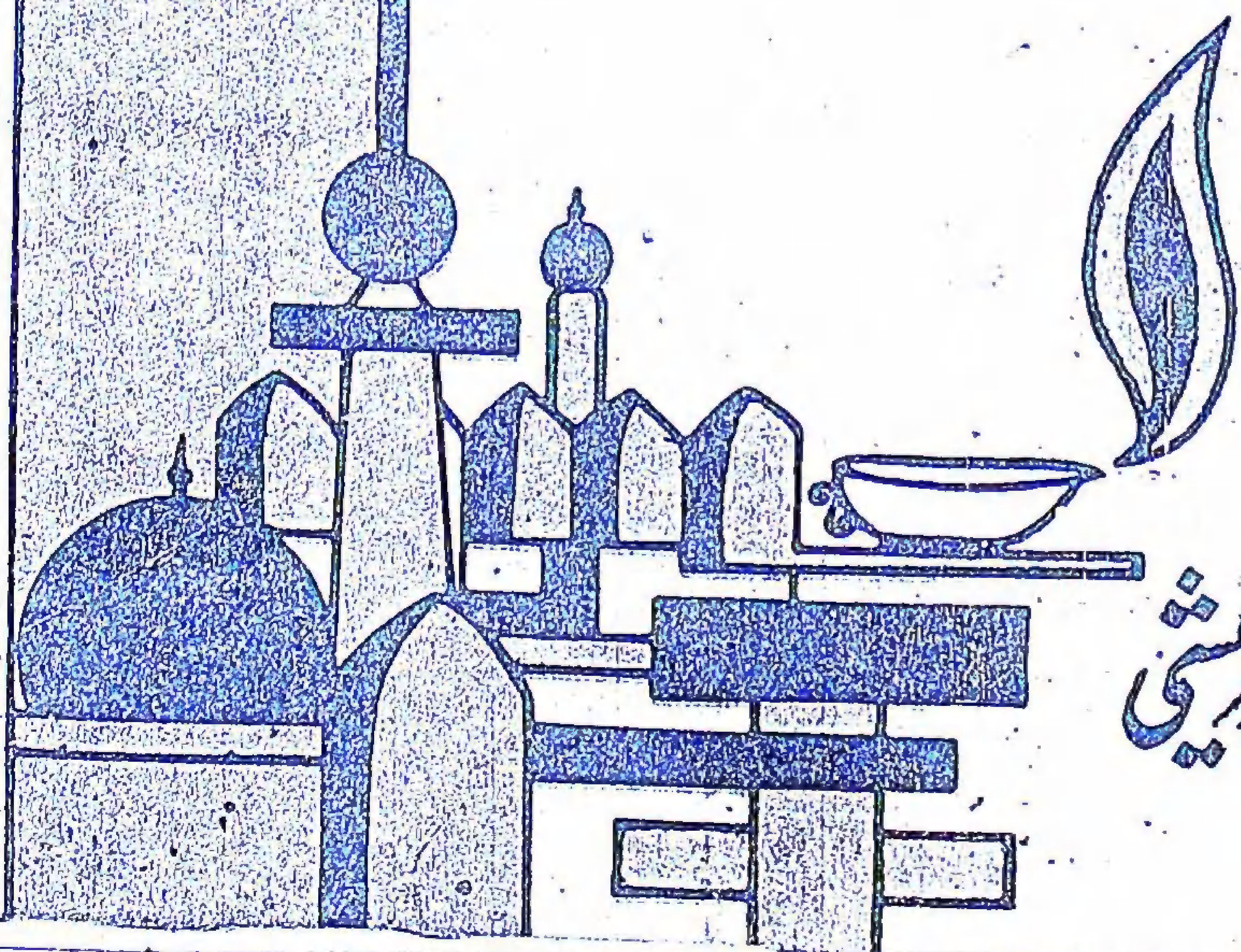
تذکرہ

اولیائے گجرات

مصنف

ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری

تذکرہ اولیائے گجرات



ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ اولیائے گجرات



ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعداری
ایم اے عربی، ایم اے فارسی، ایم اے اُ...
پی۔ ایچ۔ ڈی (عربی)

جواد برادر
کمرہ نمبر 4 ۔ الفضل مارکیٹ ۔ اُردو بازار لاہور

اہتمام : محمد علی چودھری
تعداد : ۵۰۰
بار اول :
پریس :
قیمت : -/۲۴ روپے

فہرست

۱ سخنہائے گفتنی ۹
۲ دیباچہ ۱۳
حضرت میراں یحییٰ تہ ناہی ۱۷
۴ پیر سبز غازی ۱۷
۵ شاہ سرمست ۱۷
۶ شیخ اللہ داد سرّی ۱۸
۷ شیخ محمد امین ۱۸
۸ حضرت شاہ دولہ دریائی ۱۹
۹ حضرت نوشہ گنج بخش ۲۲
۱۰ حضرت صالح محمد ۲۳
۱۱ حافظ محمد برخوردار نوشاہی ۲۵
۱۲ شیخ پیر محمد سچیار ۲۶
۱۳ قاضی رضی کنجاہی ۲۷
۱۴ خوشی محمد کنجاہی ۲۸
۱۵ محمد تقی مجذوب ۲۹
۱۶ عبدالحمید نوشاہی ۲۹
۱۷ میاں میہوں ۳۰
۱۸ میاں فتح محمد المعروف بابا پھپھنہ ۳۰
۱۹ شاہ شریف ۳۱
۲۰ بابا قطب شاہ ۳۱
۲۱ میاں جعفر کنجاہی ۳۲
۲۲ شاہ شجاع ۳۲
۲۳ حضرت ابوبکر ۳۲
۲۴ سید میراں فاضل گجراتی ۳۲
۲۵ سید ابوالفتاح گجراتی ۳۳
۲۶ شاہ جہانگیر ۳۳
۲۷ شاہ حسین ۳۴
۲۸ پانڈی شاہ ۳۴
۲۹ اولیائے قلعہ دارہ ۳۴
۳۰ پیر حیدر شاہ ۳۵
۳۱ شاہ پھول ولی ۳۵
۳۲ شاہ لال ۳۵
۳۳ حافظ محمد جمال ۳۵
۳۴ حافظ محمد جمیل ۳۵
۳۵ حافظ محمد محفوظ ۳۵
۳۶ حضرت عبدالجلیل ۳۶
۳۷ ملّا نور دین ۳۶
۳۸ حاجی سعداللہ ۳۷
۳۹ حافظ محمد حیات نوشاہی ۳۸
۴۰ حافظ محمد جمال اللہ ۳۸
۴۱ شیخ عصمت اللہ نوشاہی ۴۰
۴۲ شاہ نصرت اللہ نوشاہی ۴۱

۴۳ میاں رحمت اللہ ۴۲
۴۴ شیخ سعد اللہ ۴۳
۴۵ سید عنایت اللہ زاہد ۴۳
۴۶ حضرت محمد اکرم ۴۴
۴۷ حضرت سلطان محمد ۴۵
۴۸ شاہ بلاق ۴۶
۴۹ میاں کالا ۴۶
۵۰ ابو سعید مرتاض ۴۶
۵۱ حکیم بایزید ۴۶
۵۲ ملا فقیر اللہ اخوند ۴۶
۵۳ شاہ جمال ۴۷
۵۴ شاہ سلطان ۴۷
۵۵ شاہ درگاہی ۴۷
۵۶ سید عبد الواسع ۴۷
۵۷ شیخ حقّو ۴۸
۵۸ شاہ بھولا ۴۹
۵۹ شیخ محمد عارف ۵۰
۶۰ بابا شرف شاہ ۵۰
۶۱ شاہ سرمست ۵۳
۶۲ بابا جنگو شاہ ۵۳
۶۳ شاہ سمائل کنجاہی ۵۴
۶۴ حافظ نور اللہ ۵۸
۶۵ حافظ اعظم ۵۹
۶۶ سید محمد شاہ ۵۹
۶۷ مفتی محمد یونس ۵۹
۶۸ میاں احمد جی ۵۹
۶۹ حافظ غلام محمود ۶۰
۷۰ سید جمال شاہ ۶۰
۷۱ سید نور شاہ ۶۱
۷۲ مولوی محمد ابراہیم کنجاہی ۶۱
۷۳ خواجہ عبد الرحیم ۶۳
۷۴ حضرت غلام غوث ۶۳
۷۵ حضرت غلام محمد ۶۴
۷۶ حافظ نصر اللہ ۶۴
۷۷ محمد قاسم ابو الوفا ۶۵
۷۸ سید نور احمد ۶۶
۷۹ حافظ الٰہی بخش ۶۶
۸۰ سید محمد بقا اللہ ۶۷
۸۱ سید عباد اللہ شاہ ۶۸
۸۲ غازی عبد اللہ ۶۹
۸۳ شیخ ذاکر ولد شیخ سعدی ۶۹
۸۴ شیخ اللہ ۷۰
۸۵ پیر شبیر غازی ۷۰
۸۶ حافظ فتح اللہ ۷۰

٨٧ میاں نور جمال ٧٠
٨٨ سید محمد حسن ٧٠
٨٩ حافظ سعد اللہ ٧٠
٩٠ سید روح اللہ ٧١
٩١ سید غلام علی شاہ ٧١
٩٢ سید نظام الدین ٧١
٩٣ میر شاہ ٧١
٩٤ سید محمد شاہ ٧١
٩٥ حافظ شادی ٧١
٩٦ مولوی صدر الدین ٧٢
٩٧ حافظ خان محمد ٧٢
٩٨ حافظ عبد اللہ شاہ ٧٣
٩٩ مولوی شکر اللہ ٧٣
١٠٠ سید خان عالم ٧٤
١٠١ محمد صالح کنجاہی ٧٤
١٠٢ غلام محی الدین کنجاہی ٧٥
١٠٣ شیخ فضل احمد ٧٥
١٠٤ سید لکھن ٧٦
١٠٥ غلام رسول ٧٦
١٠٦ غلام مصطفے اور غلام عبد اللہ ٧٦
١٠٧ سید عبد اللہ شاہ گجراتی ٧٧
١٠٨ سید فضل شاہ ٧٧
١٠٩ بابا نظام الدین ٧٩
١١٠ حضرت قاضی سلطان فتح محمد ٨٠
١١١ حضرت محبوب عالم سید دی ٨١
١١٢ محمد اکبر شاہ ٨٢
١١٣ محمد چراغ ٨٢
١١٤ پیر غلام سرور شاہ ٨٢
١١٥ غلام محی الدین ٨٣
١١٦ پیر سلطان احمد ٨٣
١١٧ سائیں کرم الٰہی مجذوب ٨٣
١١٨ حاجی محمد دین ٨٤
١١٩ سید محمد آمین ٨٤
١٢٠ سید محمد شاہ ٨٥
١٢١ سید جواد شاہ ٨٥
١٢٢ صاحبزادہ محمد آمین ٨٦
١٢٣ سید بہار شاہ ٨٧
١٢٤ سید حاکم شاہ ٨٧
١٢٥ سید جوایا شاہ ٨٨
١٢٦ سید حامد شاہ ٨٩
١٢٧ نور الدین گنجوی ٨٩
١٢٨ مولوی ابراہیم قادری ٩٠
١٢٩ محبوب عالم ٩١
١٣٠ غلام محی الدین ٩١

۱۳۱ پیر خادم حسین ۹۱
۱۳۲ سید غلام مصطفےٰ نوشاہی ۹۱
۱۳۳ مولوی حبیب اللہ ۹۲
۱۳۴ قاضی عبدالحق ۹۴
۱۳۵ پیر ولایت شاہ صاحب ۹۵
۱۳۶ مولوی نعمت اللہ ۹۵
۱۳۷ قاضی محبوب عالم ۹۶
۱۳۸ سید شریف احمد شرافت ۹۶
۱۳۹ سید فضل حسین شاہ ۹۹
۱۴۰ سائیں چٹ ۹۹
۱۴۱ سائیں کرم علی شاہ ۱۰۰
۱۴۲ کالو شاہ صاحب ۱۰۲
۱۴۳ مولوی عبدالمجید ۱۰۲
۱۴۴ بزرگانِ نوشاہی ہاشمی ۱۰۳
۱۴۵ حافظ سید محمد ہاشم شاہ دریادل ۱۰۴
۱۴۶ سید محمد سعید شاہ دولا نوشہ ثانی ۱۰۶
۱۴۷ سید محمد ابراہیم شاہ ۱۰۷
۱۴۸ حافظ سید خان ملک شاہ ۱۰۸
۱۴۹ حافظ سید حسن محمد شاہ عارف ۱۰۹
۱۵۰ غلام شاہ نوشاہی ۱۱۰
۱۵۱ سرکار بحر العلوم ۱۱۱
۱۵۲ سید چراغ محمد شاہ ۱۱۲
۱۵۳ سید مست شاہ ۱۱۵
۱۵۴ سلطان محمد ۱۱۵
۱۵۵ فقیر اللہ ۱۱۵
۱۵۶ عبدالرسول ۱۱۵
۱۵۷ عظمت اللہ ۱۱۵
۱۵۸ قمر الدین ۱۱۶
۱۵۹ فضل حسین ۱۱۶
۱۶۰ حسن محمد ۱۱۶
۱۶۱ نظام الدین ۱۱۶
۱۶۲ محمد حسن ۱۱۷
۱۶۳ فضل عالم ۱۱۷
۱۶۴ پیر محمد ۱۱۷
۱۶۵ محمد انور شاہ ۱۱۷
۱۶۶ فتح محمد ۱۱۷
۱۶۷ احمد دین ۱۱۷
۱۶۸ افضل شاہ ۱۱۸
۱۶۹ معصوم شاہ ۱۱۹
۱۷۰ سبحان علی ۱۱۹
۱۷۱ نور علی ۱۱۹
۱۷۲ ابوالکمال برق ۱۱۹
۱۷۳ معروف حسن شاہ ۱۲۰
۱۷۴ نوگزے بزرگ ۱۲۱
۱۷۵ کتابیات ۱۲۴

([illegible])

([illegible])

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سخن ہائے گفتنی

گجرات کی سرزمین مردم خیزی کے لحاظ سے پنجاب بلکہ ہند و پاکستان میں مشہور ہے۔ علم و حکمت کی نشر و ترویج کے سلسلہ میں دانشوروں نے اس کو خطۂ یونان کہا۔ میں اس کو خطہ بغداد بھی کہتا ہوں۔ کیونکہ اس خطہ میں بے شمار عالمانِ دین اور دانشور لوگ پیدا ہوئے جن کی علمی فضیلت کے باعث اس خطہ کو خطۂ یونان کا خطاب ملا۔ ان دانشوروں کے ساتھ ساتھ اس علاقہ میں کچھ ایسے برگزیدہ لوگ جنہیں صوفیائے کرام کے خطاب سے پکارتے ہیں، پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کیں۔ طالبانِ حق پروانہ واران کی طرف بڑھے۔ ان کے باعث پنجاب بلکہ پاک و ہند میں روشنی ہی روشنی پھیلی۔

نام نیکو رفتگان ضائع مکن کے سلسلہ میں مدت سے آرزو تھی۔ کہ ایسے برگزیدہ بزرگوں کے نقوش جو اب لوگوں کے دلوں میں مستحکم ہیں۔ صفحۂ قرطاس پر بھی نقش ثبت کر دیئے جائیں۔ زمانہ بڑی سرعت سے بدل رہا ہے۔ پرانی روایات مٹتی جا رہی ہیں۔ اور نیا دور اپنے پاؤں مضبوطی سے جما رہا ہے۔ پرانی تہذیب مٹ جائے گی۔ اور ان لوگوں کے کارنامے بلکہ نام و نشان نسیاً منسیا ہو جائیں گے۔

آج سے کوئی سال پہلے گجرات کی تمدنی تاریخ مرتب کرنے کا کام شروع

گیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں خطۂ گجرات میں پیدا ہونے والے اطبا، صوفیاء، علماء شعرا، (عربی، فارسی، اردو، پنجابی)، خطاط، قدیم درسگاہوں، کتب خانوں، نامور خاندان نامور شخصیتوں کا ایک مبسوط تذکرہ کوئی چودہ سو صفحات پر مشتمل جمع ہو گیا جس کے ابتدا میں گجرات کی قدیم وجدید تاریخ کا اضافہ کر کے گجرات کی تمدنی تاریخ کا کام مکمل کر دیا

جن برگزیدہ ہستیوں (علماء، صوفیاء وغیرہ) کا ذکر اوپر آیا ہے۔ ان میں میرے خاندان کے بزرگوار کا کچھ حصہ ہے۔ اس رعایت سے اس موضوع سے میری حقیقی دلچسپی رہی۔ اور اس دلچسپی کے ساتھ ساتھ کچھ معلومات کا ذخیرہ میرے قلب و ذہن کے علاوہ میری ذاتی لائبریری میں جمع ہوتا رہا۔ زمانہ بڑی سرعت سے بدل گیا۔ پرانے خاندانوں سے پرانی روایات یک قلم مٹا دیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی میں نے ان روایات اور حکایات کو سینے سے لگایا ہوا ہے۔ اور اب جب کہ چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ مجھ پر اخلاقی فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ ان معلومات کو مستحکم کر جاؤں۔ تاکہ آنے والے لوگ شاید کسی وقت اس کی ضرورت محسوس کریں۔ خدا کا پھر شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ میں نے اپنا اخلاقی فریضہ ادا کر دیا۔ اور اپنی بساط اور استطاعت کے مطابق اپنے اسلاف کے احوال و آثار مستحکم کر دیئے ہیں۔ اب ان کو سنبھالنا ملک و ملت کا کام ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

احمد حسین احمد گجرات جون ۱۹۷۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

از رشحاتِ قلم جناب ڈاکٹر رانا احسان الٰہی صاحب ایم اے عربی، پی ایچ ڈی جرمنی
پی ایچ ڈی پنجاب، استاذ شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی اورنٹیل کالج لاہور

سرزمینِ گجرات کو قدرت نے کیا کچھ عطا نہیں کیا۔ آبادیاں شادماں ہیں تو بے حساب رعنائیاں تابانیاں ہیں تو لاجواب، قدیم و جدید کے دھارے یہاں ملتے ہیں۔ شرق و غرب کی خوبیوں کا سنگم یہیں ہے۔ یہیں سے اہلِ ہنر اٹھے تو باکمال، اہلِ علم پیدا ہوتے تو بے مثال اس کی گود میں حسن و عشق کے افسانے پرورش پاتے رہے، اس کی مٹی کو مجاہدین اپنے خون سے رنگین بناتے رہے۔ بڑے بڑے نامور فاتحین اسی کے میدانوں میں نبردکش ہوئے۔ اسی کے مرغزاروں میں شہنشاہوں نے اپنے کرم اور اپنے خدم و حشم کے جلو میں منزل کی۔

غرض گجرات کو بہت سی فضیلتیں حاصل رہی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زاہدینِ چناب و جہلم آبِ پاکیزہ سے دھلی ہوئی اس وادی کے سینے میں سینکڑوں اصفیاء و اتقیاء کے آثار محفوظ ہیں جنہوں نے اپنے ظاہر و باطن کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے وقف کر دیا اور جملہ دنیاوی جھمیلوں سے دل کو منقطع کر کے اپنے رب العزت کی محبتِ سرمدی سے معمور کر دیا یہ وہ فانی بالنفس اور باقی باللہ ہیں جنہوں نے عمر بھر خدمتِ خلق کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ یہ وہ طائع سے رستگار اور حقیقۃ الحقائق سے ہم کنار ہیں جنہوں نے اپنے دل و دماغ کو غیر اللہ کے تصور سے پاک رکھا انہوں نے علم و حکمت اور حقائق و معارف کی شمعیں روشن کیں اور خاندانِ سید کو بقعۂ نور بنا دیا۔

میرے برادر عزیز پروفیسر احمد حسین قریشی قلعہ داری ایم اے نے ان ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کو آراستہ کر کے ایک فانوس مرصع کی شکل میں پیش کیا ہے۔ پروفیسر احمد حسین قریشی خود بھی علمائے گجرات کے ایک قدیم اور نامور خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کی یہ کوشش

اولیائے گجرات کے تعارفی شذرات پر مشتمل ہے۔ یہ ایک مختصر سا تذکرہ ہے جو بڑی احتیاط سے مرتب کیا گیا ہے۔ اللہ جل شانہٗ انہیں دونوں جہانوں کی برکتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

بطور تتمہ یا ضمیمہ نہیں بلکہ بطور تکملہ میں اس تذکرے میں عمدۃ العارفین، قدوۃ الزاہدین پروفیسر احمد حسین قریشی کا نام گرامی بھی درج کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ مخطوطات جمع کرنے کا ذوق ان کی ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے وہ اپنی کرامت نفسی کو خلائق کی نگاہوں سے چھپائے پھرتے ہیں۔ قلمی نوادر فراہم کرنا تو بادشاہوں کا شغل رہا ہے اور برہنگا شغل ہے۔ یہ شغل انہیں کو راس آتا ہے۔
اس صبر و توکل کے پیکر نے رزقِ حلال سے کچھ لیا تو صرف قوتِ لایموت لیا۔ باقی سب کچھ مخطوطات کے تحصل کی نذر کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان کی ذات میں شگفتہ مزاجی ان کی شکستہ حالی سے باہم بغل گیر ہوتا دیکھتے ہیں۔ ان کا تاریخی نام
ہے اور اپنے دور کے فضلائے نامدار اور علمائے کبار سے کسب فیض کیا۔ میری دعا ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ پروفیسر قریشی احمد حسین کو اپنے مشاغل و مقاصد میں سرافرازی و سربلندی عطا فرمائے اور دنیائے علم و حکمت کے لیے ان کی کوششیں تشنگانِ آبِ زلالِ حکمت کے لیے مشعلِ راہ ہوں۔ آمین ثم آمین۔

(احسان رانا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

صوفیائے کرام حضرت آدم کی اولاد سے ان لوگوں کو کہتے ہیں جنہوں نے تصوف یعنی ذہنی اور جسمانی کردار کی صفائی کو اپنا شعار بنایا۔ اور احکام الٰہی کی عملی شکل پیش کی۔ اس لئے تصوف کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود بنی نوع انسان کی تاریخ اللہ تعالیٰ کے پاک لوگ یعنی پیغمبران حق اسی مشن کے لئے مبعوث ہوئے۔

اس تصوف کی ہیئت کذائی خود بنی نوع انسان کی ہیئت کذائی کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہی۔ ہمارے موجودہ تصوف کی عظیم عمارت ان الدین عند اللہ الاسلام کی بنیادوں پر استوار ہوئی جس دین کے بانی آقائے نامدار سرور کائنات خواجہ مخلوقات جناب نبی اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس دین کی آواز کوہ حرا سے بلند ہوئی۔ عرب کے ریگستان میں پھیلی۔ اور سرزمین پاک و ہند میں براستہ ایران وارد ہوئی

اس اسلام کی اشاعت و تبلیغ اور اعلائے کلمۃ الحق کا اعلیٰ منصب اس پاک دین کے علمائے کرام و صوفیائے عظام کے حصہ میں آیا جنہوں نے اپنے قول و فعل کی زندہ تصویر لوگوں کے سامنے پیش کی۔ حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج

بخش، خواجہ معین الدین چشتی، بابا فریدالدین گنج شکر اس دین کی چلتی پھرتی تفسیریں ہیں۔ ان لوگوں کی بدولت دین اسلام پھیلا اور خوب پھیلا۔ حقیقت یہ ہے کہ خاتم النبیین سیدالمرسلین کی وفات کے بعد دین اسلام کی پشت پناہی انہی پاک لوگوں کے افعال وکردار نے کی۔ اور آج تک اسلام انہی لوگوں کے دم قدم سے زندہ و پائندہ ہے یہ لوگ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے۔ اور رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کیں۔ روشنی پھیلی اور اُجالا بڑھا۔ اور اعلائے کلمۃ الحق کی صدا گھر گھر گونجی۔

گجرات کا خطہ اس سلسلہ میں کسی صورت میں مستثنیٰ نہیں رہا۔ بلکہ اس خطہ میں رشد و ہدایت کے وہ چراغ ہوئے جن کی روشنی آج تک بھی تابندہ و پائندہ ہے

اسلامی تصوّف کی بنیاد عرب و ایران و خراسان میں رکھی گئی۔ اور صوفیا کے متعدد فرقے معرضِ وجود میں آئے ہیں۔ ان میں سے اکابر فرقے۔ قادری چشتی سہروردی اور نقشبندی بہت زیادہ مشہور ہوئے۔ سلسلہ قادریہ کے بانی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ متوفی ۵۶۲ھ ہیں

چشتی سلسلہ کی بنیاد حضرت شیخ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ متوفی ۶۳۲ھ نے رکھی۔

سہروردیہ سلسلہ کے بانی جناب شہاب الدین سہروردی متوفی ۶۳۲ھ اور نقشبندی فرقہ کے بانی حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی علیہ الرحمۃ متوفی ۵۹۱ھ ہیں۔

سرزمین پاک و ہند میں انہی خاندانوں کے سلسلے پھیلے۔ اور روشنی بڑھی بعد میں ان خاندانوں سے صوفیا کے بہتّر خاندان بنے۔ اور بہتّر سے کئی بہتّر نے جنم لیا۔ حقیقت میں وہ انہی اکابر چار سلسلوں کی شاخیں ہیں۔ خود گجرات میں انہی خاندانوں سے نئے خاندان پیدا ہوئے۔ سلسلہ نوشاہیہ، شاہ دولیہ اس کی روشن مثالیں ہیں۔ مجددیہ اولیاء کا سلسلہ

ان سے علاوہ ہے۔

ہم اس مختصر کتابچہ میں گجرات کے صوفیا کا تذکرہ درج کریں گے۔ یہ تذکرہ سلسلہ وار نہیں۔ بلکہ تاریخ وار یا ادواری اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب میں ہم نے چار دور قائم کئے ہیں۔ مغلیہ دور، خالصہ دور، انگریزی اور پاکستانی دور۔ یہ ادوار قطعی طور پر حد فاصل نہیں ہو سکتے۔ کئی بزرگوار مغلیہ دور میں پیدا ہوئے۔ اور خالصہ دور میں وفات پائی۔ یا بعض لوگ خالصہ عہد میں پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے انگریزی عہد اور پاکستانی بھی دیکھا۔ اس لئے ادواری امتیاز کی خاطر ہم نے تاریخ ہائے وفات کو حد فاصل قرار دیا ہے۔ جو کوئی بزرگ جس دور میں فوت ہوا۔ اس دور کا بزرگ قرار دیا گیا ہے۔

صوفیائے کرام کا سلسلہ اگرچہ پاک و ہند میں سلطان محمد یا محمود غزنوی کے دور سے شروع ہوتا ہے لیکن گجرات کے علاقہ میں مغلیہ دور سے قبل کے کسی بزرگ کی نشان دہی نہیں ہو سکی۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ مغلیہ عہد سے پہلے یہاں کوئی بزرگ پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا۔ کہ ان لوگوں کے نام اور کارنامے دستبرد زمانہ سے محفوظ نہیں رہ سکے۔

نوگزے بزرگ اس موضوع کا ایک اور حصہ ہیں۔ پنجاب اور بالخصوص گجرات میں ایسے لوگوں کی قبریں ملتی ہیں۔ یہ لوگ قبل از اسلام کے زمانہ سے متعلق ہیں۔ کچھ لوگ ان کو پیغمبر یا پیغمبروں کی اولاد بتاتے ہیں۔ ان کے احوال محض زبانی روایات پر مبنی ہیں۔ ہم نے ان زبانی روایات سے ان لوگوں کا تذکرہ بس شامل کتاب ہذا کر دیا ہے۔

یہ تذکرہ ابھی اس موضوع پر حاوی و ساری نہیں۔ بلکہ ایک مقالہ یا مضمون کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں ضلع گجرات میں بسنے والے ولی اللہ لوگوں کا تعارف چند سطور میں کرا دیا گیا ہے۔ جو کہ میری کتاب گجرات کی تمدنی تاریخ کا ایک باب ہے۔ اس موضوع پر مستقل کتاب نہیں۔

-انشاءاللہ مستقبل قریب
میں ان بزرگوں کے مفصل حالات زندگی اور ان کے ساتھ دیگر ولی اللہ لوگوں کے حالات
جو اس مقالہ کی تدوین کے بعد جمع ہوئے ہیں۔ بالخصوص ساداتِ معین الدین پور و منگووال
بابا قطب شاہ صاحب ساکن میانی پنڈی کی اولاد، حضرت شیخ اللہ داد سہری
مدفون گنہدھرہ کی اولاد کے جامع تذکرے دستیاب ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ان کے تفصیلی
حالات اور ان بزرگوں کی تعلیم و کردار اطوار اور طریقہ ہائے رشد و ہدایت پر ایک جامع
کتاب میں پیش کریں گے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

احمد حسین احمد

حضرت میراں یحییٰ ترمذی

آپ کا سلسلہ نسب ۲۳ پشت سے حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ ۸۰۴ھ میں ترمذ سے ہندوستان میں تبلیغ اسلام کی خاطر وارد ہوئے۔ پہلے دہلی پھر مختلف مقامات سے ہوتے ہوتے راہبول سیدان میں مقیم ہوئے اس سے مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ آپ کی اولاد سے سید پیر ولایت شاہ صاحب نے چالیس سال گجرات میں درس تجوید القرآن وحفظ قرآن جاری رکھا جس سے ہزاروں لوگوں نے قرآن پاک حفظ کیا۔ اور بڑھا پیر ولایت شاہ صاحب حال ہی میں فوت ہوئے ہیں۔ اُن کا ذکر مناسب مقام پر درج کیا جائیگا۔

پیر سبز غازی

آپ کا مزار کنجاہ ضلع گجرات میں موجب برکات و کرامات ہے۔ کہتے ہیں۔ یہ بزرگ حضرت امام علی حق کے لشکر میں تھے۔ جب حضرت امام علی الحق سیالکوٹی نے شالیاہن راجہ کے ساتھ لڑائی کی اس جنگ میں پیر سبز غازی کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ اور صرف تن لڑتا لڑتا کنجاہ تک پہنچ آیا۔ اور یہیں گر گیا۔ اور دفن کر دیئے گئے۔ سر مبارک سیالکوٹ میں ہے۔ وہاں بھی آپ کا مزار موجود ہے واللہ علم بالصواب۔ آپ کے روضہ میں داخل ہوتے ہی ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جو آپ کی بزرگانہ عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ سن وفات معلوم نہیں۔

شاہ سرمست

مغلیہ عہد حکومت میں لالہ موسیٰ کے قریب ایک بہت بڑے بزرگ گزرے

ہیں۔ اُن کے نام سے ایک گاؤں اب بھی آباد ہے مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

شیخ الہداد سریؒ

شیخ الہداد سری حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں۔ آپ جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں قریشی والا ضلع ملتان سے اٹک پار سہدارہی سے ہوتے ہوئے گندھرہ متصل گجرات میں مقیم ہوئے۔ اکبر بادشاہ نے جب تسخیر کشمیر کا عزم کیا۔ تو آپ کے حضور میں دعا کے لئے حاضر ہوا۔ آپ کی دعا سے کشمیر فتح ہوا بادشاہ نے شاہی جاگیر کے لئے فرمان جاری کیا۔ جس کی رو سے آپ کو پانچ سو بیگھہ زمین بطورِ جاگیر عطا ہوئی۔ آپ کی بیشمار کرامات قرب و جوار میں مشہور ہیں۔ راقم احمد حسین نے اِن کے مسلسل حالات اور ان کی اولاد کا ایک علیحدہ ضخیم تذکرہ مرتب کیا ہے۔ جس میں شاہی فرامین اور دیگر حالات تفصیل سے درج کئے ہیں۔ آپ نے ۱۰۱۱ھ میں وفات پائی۔ قطعاتِ تاریخ راقم نے لکھے۔ میرے ہی ایما سے آپ کے مزار پر روضہ شریف تعمیر ہوا۔ اور یہ قطعات مزار کے سرہانے روضہ میں درج ہیں۔ ؎

امامِ عارفاں آں شیخ سری — بنامِ خویش معرد فی الہداد
ازیں دارِ فنا چوں رخت بر داشت — بہر سو رفت آہ فریاد فریاد
امام عارفاں قطبِ زماں سال — زشاہی او شمر ایں جملہ اعداد
سن فوتش بگو آہ شیخ پاکاں — یا احمد ہاتف غیبی ندا داد ۱۰۱۱ھ

ماخذ: "شیخ الہداد سری اور اُن کا خاندان" مصنفہ راقم احمد حسین احمد

شیخ محمد امین

شیخ الہداد سری قریشی صدیقی ساکن گندھرہ ضلع گجرات کے فرزندِ دوم تھے

علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ ور تھے۔ اس کے ساتھ نہایت محتشم اور صاحبِ مال و منال تھے۔ حکومت مغلیہ کی طرف سے شاہی دربار کے رکن اور پالکی نشین تھے۔ چالیس سال کی عمر کے بعد تارک الدنیا ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ اور بقیہ عمر یادِ الٰہی میں بسر کی۔ آپ کی کئی ایک کرامات مشہور ہیں۔ جو تفصیل سے ——— اسرار الصدق مصنفہ فضل حق وزیر آبادی میں درج ہیں۔ ملا عبد الحکیم سیالکوٹی سے آپ کے مراسم تھے۔ ملا عبد الحکیم کی ایک کتاب ہم نے ان کے قلم سے لکھی ہوئی دیکھی ہے۔

ماخذ:- اسرار الصدق قاضی فضل حق، تذکرہ صدیقیاں منشی نادر حسین نادر شیخ اللہ داد سری اور ان کا خاندان۔ راقم:- احمد حسین احمد

حضرت شاہدولہ دریائی

گجرات میں مشہور ولی اللہ گزرے ہیں۔ اور گجرات میں ان کی درگاہ مرجع خواص و عوام ہے ان کے حالات مفتی غلام سرور۔ لاہوری خزینۃ الاصفیا میں اسطرح لکھتے ہیں۔

از اعاظم اولیائے صاحب کمال و کبرائے مشائخ با حال و قال است۔ جامع فتوحات ظاہری و باطنی و کمالات صوری و معنوی است شجرۂ آبائے کرام دے بادشاہ بہلول لودھی۔ می رسد و سلسلہ پیرانِ عظام شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی می پیوندد۔ وبدیں طریق کہ حضرت شاہدولہ مرید خلیفہ شاہ سید ناصر مست و وے مرید حضرت شاہ مونگا و وے مرید شاہ کبیر و وے مرید شیخ شہباز اللہ و وے مرید شاہ یوسف و وے مرید پیر برہان و وے مرید شیخ صدر الدین و وے مرید شیخ بدر الدین و وے مرید شیخ اسماعیل قریشی و وے مرید شاہ صدر الدین راجن قتال و وے مرید شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی و وے مرید شیخ صدر الدین عارف و وے مرید غوث بہاؤ الدین ذکریا ملتانی قدس اللہ سرہم

العزیز از پیرانِ چشت اہلِ بہشت ہم فیضِ کامل بوے رسید۔ و از کاملانِ وقت گشت در ہنگام طفولیتش مادر و پدرش برحمتِ حق پیوستند۔ و وَے یتیم بے پدر و مادر بماند۔ و بعضے ناحق شناساں بر وے مستولی شدہ۔ او را بدست ہندواں فروختند۔ چوں در حالت بندگی وے مالکِ خود را از خدمت شائستہ خود خوشنود ساخت۔ وَے او را آزاد نمود و وے خلعت آزادگی در بر پوشیدہ بخدمت سید ناسر مست سیالکوٹی کہ قطب وقت بود رسید مرید شد۔ و چند سال در خدمت وے حاضر ماند۔ و شیخ را مریدے دیگر بود دولا نام و میخواست کہ نعمت باطن بوے ارزانی دارد۔ چوں وقت شیخ بآخر رسید۔ از اندرون حُجرہ آواز داد۔ کہ اے دولا بیا۔ آں دولا در آں وقت حاضر نہ بود۔ شاہ دولہ حاضر شد۔ گفت من ترا نمی طلبم دولا را می خواہم۔ شاہ دولہ واپس آمد۔ بر دروازۂ حُجرہ نشست۔ بعد ساعتے شیخ باز دولا را آواز داد۔ او حاضر نہ بود۔ شاہ دولہ حاضر گشت۔ شیخ نعمتِ باطن بوے ایثار نمود، و گفت ہر کرا مولا بدہد شاہ دولہ گردد۔ ایں گفت و برحمت حق پیوست۔ پس شاہ دولہ را مدّتے سُکر و جذب و مستی لاحق حال ماند بحالیکہ فرائض و سنن ہم از وے ترک می گشتند و در ویران با پلنگاں و شیراں اُنس داشتی۔ چوں بہوش آمد در بابِ فتوحات ظاہری و باطنی بر وے مفتوح گشتند۔ خوارق و کرامات بے حساب از وے بظہور میآمدند و خلق کثیر از حاجتمنداں دنیا و عقبیٰ بخدمت وے حاضر آمدہ۔ بمرادات خود می رسیدند و سباع طیور چوں شاہین و باز و شیر و پلنگ بسیار در سرکار وے می بودند۔ و وے دست بر خزانہ غیب داشت۔ زر نقد بے شمار و بے حساب خرچ می کرد۔ بمساکین می داد۔ لنگرہا عظیم جاری می کرد۔ بعمارات عالی از قسم پایہ و سرائے و پُل و مسجد تعمیر می فرمود۔ چنانچہ عمارات وے در گجرات و سیالکوٹ وغیرہ تاحال یادگار وے باقی اند۔ سرکار وے مثل سرکار اُمرا ملوک بود۔ وے استغراقِ دوام شہود حقانی داشت۔ اکثر اوقات از ماسوائے اللہ بیخبر می بود۔ و سر در مراقبہ می داشت۔ و باوجود تعلق بسیار مجرد بودے۔ غرض از مشائخ متاخرین فتوحے کہ او را در عالم

ظاہر و باطن حاصل شد۔ احدے را از مشائخ کرام میسّر نہ گردید۔ ہر چہ کہ از خیر و شر از زبانش برآمدے ہم بظہور رسیدے و تیر دعائے وے گاہ از نشانہ خطا نہ رفت و در سماع وجد و تواجد غلوے تمام داشت مجلس عالی وے گاہ از سماع خالی نبودے۔ وقت حاسداں و معاندان و ملائیاں خشک بروے محضرے نوشتند۔ و در سند دو سے ایذائے وے گشتند۔ از شاہجہاں بادشاہ کہ حاکم بے تعصب بود۔ تن با ایذائے وے نہ داد۔ اگر کسے بے اولاد و برائے حصولِ اولاد بخدمت وے استدعائے دعا بجناب کبریا کردے۔ فرمودے۔ کہ اگر پسر کلاں نظر ما کنی۔ اولاد از درگاہِ خالقِ حقیقی بتو عطا خواہد شد۔ سائل قبول می کرد۔ پسر اوّل بخانہ اش پیدا شدے۔ او را چند علامات می بود۔ اوّل سر او خورد بودے دوم گنگ و بے زبان سوم مجذوب مسلوب الحواس۔ چوں پسر بایں صورت پیدا می شد۔ والدین او را بحضور شاہ آوردندے وے قبول فرمودہ نزد خود می داشت۔ ہم چنیں صدہا طفلاں باسم موش شاہ دولہ موسوم می بودند۔ بخدمت وے حاضر می بودند۔ خوراک از لنگرے وی یافتند۔ چنانچہ ایں خارق تا حال از مزار پرانوار وے جاری است۔ و ہر سال از ممالکِ دور دراز طفلاں کہ بنام موش شاہ دولہ موسوم از بر مزار گوہر بار وے می آیند و خواہان اولاد را از شہرہائے دور بر مزار گوہر بار آمدہ یک ولد از اولاد خویش نذرانہ شاہ قبول نمودہ می روند۔ چوں در خانہ ایشاں بہ ہماں شکل و شباہت بچہ پیدا می گردد او را بمزار می رسانند چنانچہ بدیں سال کہ تالیف کتاب است چہار بچہ نر و مادہ ہماں شکل و شباہت بر مزار موجودند۔ و صاحب معارج الولایت میفرماید۔ کہ بندہ بوقت سفر حسن ابدال بخدمت شاہ دولہ رسید۔ شاہ در مراقبہ بود و قوال مدح خواجگانِ چشت می گفتند۔ چوں سر از مراقبہ برآورد۔ بحال من متوجہ گشت و شرینی عطا فرمود۔ عرض کردم۔ کہ بندہ خواہاں عطائے ظاہری نیست۔ حصہ از نعمت باطنی بخش کنید۔ تبسم فرمود گفت ایں را ہم بگیر۔ بد آنرا ہم ۷۲ ہم عنایات بے غایات ظاہری و باطنی بحال بندہ مبذول فرمود و وفات آں جامع الکمالات بقول صاحب فخر الواصلین در سال یکہزار و ہشتاد و پنج و بقول صاحب شجرہ چشتیہ در

بسال یک ہزار و ہفتاد و پنج ہجری است و قول دوم مفردان بصحت است و صاحب شجرہ چشتیہ در حال بزرگان سہروردی تاریخ وفات از مصرع بجنت رسید. شاہ دولہ خدادوست ۱۰۷۵ھ اخذ کردہ است۔ مزار گوہر بار وے در شہر گجرات پنجاب زیارت گاہ خلق است واز اولاد وے پیر بہادر شاہ بہ تعمیر مزار وے پرداخت و دریں ایام امام شاہ سجادہ نشین مزار وے است۔ قطعہ تاریخ از مؤلف ؎

چو شاہ دولہ ولی با عزت وجاہ | ز دنیا رفت در فردوس شادان
بسر در شد ندا تاریخ سالش | کہ شاہنشاہ دولا قطب دوران

حضرت نوشہ گنج بخش

آپ کی ولادت ۹۵۹ ہجری کو ہوئی۔ والد کا نام علاؤالدین تھا۔ مولانا حافظ قائم الدین صاحب سے فارسی کی تعلیم پائی۔ بہت بڑے عالم دین اور حافظ قرآن پاک تھے۔ خرقہ خلافت حضرت سخی شاہ سلیمان نوری بھلوالی سے حاصل کیا۔ اور کمالات حاصل کیے۔ حتیٰ کہ آپ کے نام سے علیحدہ سلسلہ طریقت نوشاہیہ جاری ہوا۔ تذکرہ نویس لکھتے ہیں۔ کہ آپ نے دو لاکھ ہندو مسلمان کئے۔ آپ کے خلفاء پاک ہندوستان سندھ کشمیر اور قندھار وغیرہ میں تبلیغ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۱۰۶۴ ہجری میں وفات پائی۔ مزار مبارک ساہنپال ضلع گجرات میں مرجع خاص و عام ہے۔ قطعہ تاریخ وفات ملاحظہ ہو۔

رفت از عالم شہ دنیا و دیں | کرد روحش جانب بالا صعود
شیخ حاجی بن علاؤالدین حسین | خسرو ملک ولایت کان جود
بہر ارشاد مریداں مثل او | در زمان او کسے دیگر نبود
سال تاریخ وصالش یافتم | شیخ حاجی از ولی اللہ بود ۱۰۶۴ھ

ماخذ شریف التواریخ از شریف احمد شرافت و گجرات کی تمدنی تاریخ از احمد حسین احمد۔

حضرت صالح محمد ساکن چک سادہ

حضرت صالح محمد ساکن چک سادہ حضرت نوشہ گنج بخش کے دوسرے نامور خلیفہ تھے۔ سیّد الاصل تھے۔ میاں اشرف منچری لکھتے ہیں۔

زہے سیّد صالح سعادت پناہ — رفیقِ علی در حضور الٰہ
ز سبطین والا گہر ذات او — رخش روشن از نور عرفاں چو ماہ
ز لطف و کرم طالباں را شدہ — بد وشواری دو جہاں چاپناہ
شد از صدق دل مرقد پاک شاں — پے زائرانِ جہاں قبلہ گاہ
کند اشرف از رحمت پیر خود — بہر لحظہ فخر جناب نوشاہ

حضرت میاں محمد صالح کے بیعت ہونے کا واقعہ اشرف منچری لکھتے ہیں ؎

زہے سیّد صالح محمدؐ کمال — کہ از قربِ حق یافت جاہ جلال
چوں در خدمت نوشہ آمد نخست — نشست آنچناں اعتقادش درست
کہ در پیش حضرت نمود التماس — کہ شوق الٰہی شدہ بے قیاس
ز رحمت سوئے من نگاہے کنید — کرم بر من داد خواہے کنید
بفرمود حضرت کہ اے داد خواہ — تو آل نبی و سعادت پناہ
منم خاک روب جہاں سربسر — توئی سیّد از آل خیر البشر
بگفتا کہ در کوتے ایں خاکسار — فتاد است خاشاک خس بیشمار
بہر و بیدگر از کرم تو خار و خاک — شود صحن خانہ دلم خیر و پاک
اثر شد بحضرت ز گفتار او — نمودند از یک نگاہ کار او
سہ فرزند بودند شاں راکمال — بفقر و بعلم و بجاہ و جلال
مزارش تو در چک سادہ بداں — کہ نزدیک گجرات ہست ادعیاں

فارسی زبان کے مشہور اور نامور شاعر ملاّ غنیمت کنجاہی انہیں حضرت صالح محمد کے مرید صادق تھے۔ اور انہیں بزرگوار کی نگاہِ کیمیائے ساز سے فارسی زبان کی شہرۂ آفاق مثنوی نیرنگ عشق منظرِ وجود میں آئی۔ ملاّ غنیمت کنجاہی اپنی مثنوی میں حضرت صالح محمد کی تعریف میں لکھتے ہیں۔ ے

بیا بنگر در شاہے کہ آنجا   تجلّی ہاست مشتاق تماشا
نظر گر سرمہ سا گردد ز توفیق   بدیں در حلقہ بینی چشم تحقیق
در کشور کشای فیض سرمد   امامِ عاشقاں صالح محمدؐ
سرِ سر حلقۂ صاحبدلاں است   جنید وقت و شبلی زماں است
خیال از جلوۂ او روح پرور   دہن از نام او لبریز کوثر
گماں خود گرش علاّج دادہ   بود در دست پر زور ش لبادہ
سرم در پیش او گردیدنی داشت   جبیں چو ماہ نو بالیدنی داشت
وفا جستم بعہدش دل گرو شد   صبا گفتم نگاہش رہ برو شد
بیا بگذار پیش شاہ ما دست   کہ از بوئے کباب دل شوی مست
کند از یک نگاہ جوہر پرور   کف خاک ترا خورشید انور
مئی شوقت اگر در جام ریزد   انا المقصود از گرد تو خیزد
اگر خود را کنی گم بر در شاہ   بہ بینی خویش را در بزم دلخواہ
ہما بزمی کہ نام اوست عرفاں   ہماں بزمی کہ جام اوست ایجاں
چو لعل او در معنی کشاید   شنیدن مایۂ دیدار باید
بیا تا بر درِ سیّد نشینیم   نزول رحمت حق را ببینیم
بہشتِ کامرانی جلوہ فرماست   طوافِ کعبۂ ہستی ہمیں جاست

جناب صالح محمد صاحب کی وفات ۲ ۷ ۱۵ / ۱۱۱۸ھ کو ہوئی غنیمت کنجاہی نے ہی

قطعہ تاریخ لکھا ہے

چو شد آں حق خلیل عشق باللہ | بخواب راحت اندر مہد تربت
ہدایت کعبہ او باد معمور | باولاد گرامی چشم بد دور
خمنہ تاریخ سالش از رہ صدق | بگفتا ہے فنا دآں کعبہ عشق ۱۱۱۸ھ ۱۵۶۲ھ

حضرت صالح محمد کے تین صاحبزادے فیض اللہ دوسرے کا نام ضیاء اللہ ہو سکا۔ اور تیسرے شیر محمد ہیں۔ اپنے وقت کے کامل ولی اللہ تھے۔

سید فیض اللہ ۱۰۹۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ قطعہ تاریخ

دریائے کشف کان کرامات ملک وجود | کز فیض او جہاں زعدم آمدہ وجود
باور دغم چو سال وصالش بخواستم | آمد ندا ز غیبم قطب العظیم بود

حافظ محمد برخوردار نوشاہی

حضرت نوشہ گنج بخش علیہ الرحمۃ کے فرزند اکبر تھے۔ مفتی غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیا میں ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

فرزند عالیجاہ و خلیفہ حق آگاہ حاجی محمد نوشاہ و صاحب زہد و ریاضت و ذوق و شوق و وجد و سماع، متقی و مہمان نواز بود۔ شب و روز در وجد و استغراق و توجہ الی اللہ می گزرانید۔ و خوارق و کرامت بسیار ازوے بظہور آمدند۔ نقل است۔ کہ روزی حافظ برخوردار را ضرورت سیراب کردن زراعت خود بود۔ کہ بھیرو نام زمیندار برائے یک روز چرخ چوب چاہ بعاریت طلبید واو انکار کرد و گفت۔ کہ چاہ من خراب می گردد۔ فرمود کہ انشاء اللہ خراب خواہد شد۔ چنانچہ ہمزاں ہماں روز عمارت چاہ بیفتاد ہر بار یکہ تعمیر میکرد قائم نمی گشت و نیز در تذکرہ نوشاہی است۔ کہ روزے حافظ برخوردار در حالت استغراق در خانہ خود نشستہ بودند متصل آں دخترے زمیندارے چرخہ میزد و چوں می سرانید وے را سرود آں دخترے خوش آمد و حالت

وجد طاری گشت و فرمود ای دختر بار دیگر آں سرود بگو۔ دختر شرمناک شد و بار دیگر نگفت چوں دختر بخانہ خود رفت بدرد شکم گرفتار شد۔ بحدیکہ حالت نزع و از علاج اطبّا نیامدہ شد۔ آخر کار مادر و پدر دختر بخدمت حضرت حافظ حاضر شد۔ مستدعی معافی و تقصیر شدند فرمود کہ او را و برے من بیارید۔ چوں آوردند۔ ارشاد کرد ہماں سرود کہ می سرائیدی۔ بگو انشاء اللہ شفا خواہی یافت دختر چوں سرود آغاز کرد فی الحال شفا یافت۔ وفات حافظ برخودار با قوال صحیح در سال یک ہزار و یکصد و سی ہجری است۔ از مؤلف:۔

شیخ برخوردار پیر کامگار　　　شد چوں از دنیا بجنّت یافت جا

حافظ عالم بگو تاریخ او　　　نیز فرما دوستدار مجتبیٰ

حافظ غلام مصطفےٰ نوشاہی ان کی تاریخ وفات ۱۰۹۲ ہجری لکھتے ہیں قطعہ ملاحظہ ہو:۔

بعالم قدس برخوردار چوں رفت　　　مبارک پسر نوشہ پیر واعظ

زہاتف است نوشاہی وصالش　　　شد ارشاد گویا عین واعظ

ماخذ۔ خزینۃ الاصفیا و عیون التواریخ نوشاہی۔

شیخ پیر محمد سچیار

از عظام خلفائے حاجی محمد نوشاہ است۔ و در خورد سالی بخدمت وے رسیدہ تربیت و تکمیل یافت و در وجد و سماع و ذوق و شوق غلو تمام داشت از انجاکہ براستی و صدق و ورع و تقویٰ موصوف بود۔ حضرت شاہ او را بہ پیر محمد سچیار یعنی راست گو مخاطب کرد و ہر کہ بخدمت وے حاضر می شد۔ بیک نظر فیض اثر وے صاحب وجد و حالت می گشت و چوں حضرت نوشہ برحمت حق پیوست۔ پیر محمد در موضع نوشہرہ مغلاں کہ بر دریائے چناب واقع است۔ سکونت داشت۔ کہ از گجرات بطرف مشرق بفاصلہ

شش کردہ واقع است۔ وفات پیر محمد در سال یک ہزار و یک صد و پنجاہ و دو ہجری است۔ از مؤلف :۔

شیخ دیں پیر محمد مقتدا ۔ شد چوں از دنیا بجنّت راہ گیر
سال نہ تحلیلش چو جستم از خرد ۔ شد عیاں معصوم پیر دستگیر ۱۱۲۰ھ

قاضی رضی کنجاہی

حضرت نوشہ گنج بخش کے مریدانِ خاص میں سے تھے ۔ وقت کے بہت بڑے عالم اور حکومت وقت کی طرف سے قاضی تھے ۔ ان کا خاندان علم و فضل کے لحاظ سے معروف تھا ان کے والد بزرگوار مولوی عبدالنبی شاہی دربار میں مفتی تھے۔

آپ قلعہ دار ضلع گجرات کے رہنے والے تھے ۔ بعد میں کنجاہ ضلع گجرات میں منتقل ہو گئے ۔ آپ نے بزرگانِ دین کا ایک جامع تذکرہ تصنیف فرمایا جو کہ اب ناپید ہے ۔ اس کے حوالہ جات مقامات قطبیہ میں ملتے ہیں ۔ قاضی رضی الدین شاعر بھی تھے ۔ حضرت شاہدولہ دریائی کے ساتھ ان کے خاص مراسم تھے ۔ کرامت نامہ شاہدولہ مصنفہ مشتاق رام میں آپ کے کئی واقعات متعلقہ شاہدولہ دریائی درج ہیں ۔ راقم کے کتاب خانہ میں بزرگوار کا ایک قلمی فتاویٰ موجود ہے ۔ جس میں قاضی رضی الدین کی مہریں ثبت ہیں جس سے اُن کا عالمانہ شکوہ واضح ہوتا ہے ۔ ان کے والد بزرگوار ملّا عبدالنبی کی متعدد مہریں شاہی فرامین پر دیکھی گئی ہیں ۔ دیکھئے تاریخ خوارزمی سادات و بزرگانِ مگھووال۔

ماخذ :۔ (۱) مقامات قطبیہ (قلمی)، (۲) شریف التواریخ (قلمی)، (۳) مجموعہ فتاویٰ، حافظ خان محمد قلعہ داری (قلمی)، (۴) کرامت نامہ شاہدولہ مشتاق رام ۔ (قلمی)، (۶) تاریخ خوارزمی مطبوعہ

خوشی محمدؒ کنجاہی

حضرت نوشہ گنج بخش کے مرید خاص اور شاعر خوش بیان تھے۔ حضرت نوشہ گنج بخش آپ کی بے باکانہ گفتگو سے اکثر تبسّم فرمایا کرتے تھے۔ اشرف منچری لکھتے ہیں۔

محمدؐ خوشی نور بحرِ رسول | شدہ درجناب محمدؐ قبول
چو ابجد بر دبود از بر تمام | مقالات علم و فروع و اصول
زالطاف نوشاہ عالی قدر | شد اور امقامے ولائت وصول
ززہد و عبادات وامر و نہی | نکردہ گہے یک زمانے عدول
میاں خوش محمد ز یارانِ خاص | ہمے رفت در منزل اختصاص
بجملہ کمالات موصوف بود | بزہد و عبادات معروف بود
زباں داں سخن پرور شعر گو | دراں حلیں نہ بد شاعر مثل او
بخدمت ہمہ وقت گستاخ وار | نمودے زہر سو سخن بے شمار
کہ از استماع سخن ہائے او | نمودند حضرت تبسّم نکو
بجذب آمدندے زکارے دگر | ہم او کردھیں از جبیں دور تر

آپ کی قبر کنجاہ میں موجود ہے۔ خوشی محمدؒ شاعر بھی تھے۔ فرحتہ الناظرین میں آپ کے یہ دو شعر درج ہیں۔ ان کی وفات ۱۳۰۷ھ میں ہوئی۔ غلام سرور لاہوری نے قطعہ لکھا ہے

چو از دنیا بفردوس بریں رفت | جناب شیخ حق آگاہ خوشحال
عجب سالِ وصالش جلوہ گر شد | زاہل دل ولی اللہ خوشحال ۱۰۸۸ھ

ماخذ۔ فرحتہ الناظرین قاضی اسلم، کنز الرحمت اشرف منچری، خزینۃ الاصفیاء غلام سرور لاہوری۔

محمد تقی مجذوب

نوشہرہ مغلاں کے رہنے والے حضرت نوشہ گنج کے مرید تھے۔ مجذوب تھے۔ ایک دفعہ لوگوں سے پوچھا۔ آج کیا دن ہے۔ لوگوں نے کہا عید قربان ہے۔ کہنے لگے حضرت نوشہ گنج نے میری قربانی مانگی ہے۔ اور خنجر سے اپنا آدھا گلا کاٹ لیا۔ ابھی شاہ رگ نہیں کٹی تھی۔ کہ لوگوں نے فوراً گلا جوڑ کر باندھ دیا۔ اس کے بعد بارہ سال زندہ رہے۔ پھر یہ ہر وقت حال میں مست رہتے۔ بال بکھرے ہوئے کبھی کبھی برہنہ بھی دیکھے گئے۔ ۱۰۹۴ھ میں فوت ہوئے۔ قطعہ تاریخ غلام سرور لاہوری نے لکھا۔

تقی رفت چوں زیں جہانِ فنا
پے سال ترحیل بے قال وقیل
شدہ از قلم شیخ اکبر رقم
عیاں شد تقی متقی جلیل ۱۰۳۳ھ

ماخذ۔ خزینۃ الاصفیا۔ از مفتی غلام سرور لاہوری۔

عبدالمجید نوشاہی

علاقہ گوجر کے بزرگ تھے۔ حضرت نوشہ گنج بخش کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اشرف منچری لکھتے ہیں۔

حضرت عبدالمجید از علم بجد اجتناب
دید از پیر مغاں نور الہی بے نقاب
گرچہ از علم و عبادت خورد مغز سر بسے
لیک آخر دید از لطف مربی فتح یاب
بسکہ زنگ ماسوائے از آئینہ دل دور کرد
بود از نور الہی روئے او چو آفتاب
پردہ خود بینی از خود دور کرد از لطف پیر
زانکہ نبود در رہ حق جز خودی دیگر حجاب
خواندے اشرف علم فقہ و نحو و صرف و طب تمام
از کتاب عشق باید خواند اکنوں یک دو باب

مفتی غلام سرور لاہوری آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

از فاضلان وقت و مشائخ عہد و افضل ترین خلفائے حاجی محمد نوشاہ است۔ مدّتے بخدمت آنحضرت حاضر ماند و تکمیل یافت و بعد از وفات پیر روشن ضمیر تا دم حیات بہدایت خلق مصروف گشتن۔ وفات وے بسال یک ہزار و یک صد و بست و پنج ہجری ست۔ و بہمیں سال محمد معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ ہندوستان بعد سلطنت میعاد یازدہ ماہ و در پنجاہ و دو سال سنین عمر از دست لشکر فرخ سیر بقتل رسید۔ از مؤلف :۔

۱۹۲۵ھ

شیخ دیں عبد الحمید محترم — رفت از دنیا در جنت رسید

رحلتش فرما سخی مجتبےٰ — ہم بگو شیخ ولی عبد الحمید

مقتدائے شرع ہم بار دگر — عقل در وصلش ندا از دل شنید

۱۰۸۶ھ

میاں میہول

موضع شیخ پور کے رہنے والے تھے۔ حضرت سچیار صاحب کے مرید اور حضرت صالح محمد چک سادہ والے کے معاصر تھے۔ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ دیکھیے کنز الرحمت میں حالات بڑی تفصیل سے درج ہیں۔

(کنز الرحمت اشرف ہنجرہ)

حافظ فتح اللہ المعروف میاں پھتو

بابا قطب شاہ حضرت شاہد دلہ اور حضرت نوشاہ گنج بخش کے ہم عصر تھے۔ سیف زبان۔ اکثر لوگوں کو بد دعاؤں سے نوازا کرتے۔ اور اُن کی بد دعا تیر بہدف ہوتی۔ اور لوگ اِن کی بد دعا سے خائف رہتے۔ ایک دفعہ بابا قطب شاہ صاحب ساکن میانی پنڈی سے آپ کا محاکمہ ہوا۔ اور بد دعاؤں سے باز آ گئے۔ آپ گجر برادری سے تعلق رکھتے تھے

شاہ شریف

منگووال کے مشہور سادات خاندان کے مورث اعلیٰ تھے حضرت نوشہ گنج بخش کے ہمعصر تھے۔ اور وقت کے کامل ولی اللہ تھے۔ علم و فضل سے بہرور تھے ان کا ذکر کتب نوشاہیہ میں متعدد بار آیا ہے۔ ان کی اولاد سے بہت سے لوگ عارف باللہ اور عالم دین گزرے ہیں۔ آپ کا مزار منگووال ضلع گجرات میں مرجع خواص عوام ہے

بابا قطب شاہ

عالمگیری عہد میں موضع میانی پنڈی میں بہت بڑے عارف گزرے ہیں۔ خواجہ بہاؤالدین ذکریا کی اولاد سے تھے ان کے حالات و کرامات ایک جامع کتاب مقامات قطبیہ میں موجود ہیں۔ یہ جو انکی اولاد کے پاس اب بھی میانی پنڈی میں موجود ہے۔ تا حال طبع نہیں ہوئی آپ نے ۱۰۹۸ ہجری میں وفات پائی۔ قطعہ تاریخ ہے۔

شیخ قطب الدین کہ بود از عارفانِ ایں دیار　　فیض الطافش کشادہ بند ہر امیدوار

بود بیشک در دعائے در اجابت ہمقرین　　وز دم تعویذ و لحد ما دمش نجات روزگار

جامع اخفر در قدسی ہبطِ فیضِ الٰہ　　تابع شرع مہر پیشوائے نامدار

روز سہ شنبہ کہ بود از ماہ رجب یازدہ　　رخ نہفت آں آفتاب چرخ عز و افتخار

چوں بزیر خاک پنہاں شد چناں گنج کرم　　عقل گفتا سال تاریخ وفاتش بر شمار

مقبرہ عالی چو بہ بالائے سرش　　فاتحہ خواں دنیا بر کش کہ ماند استوار

مقامات قطبیہ میں آپ کی متعدد کرامات درج ہیں۔　　۱۰۹۸ھ

میاں جعفر کنجاہی

عالمگیر اورنگ زیب کے زمانہ میں کنجاہ میں ولی اللہ اور عالم دین تھے۔ تحفہ کنجاہ اُن کی ایک تصنیف بھی بتائی جاتی ہے۔ جس میں اُس دور کے صوفیاء اور شعرا کا تذکرہ ہے اپنے نانا شیخ محمدؒ اسحاق کے مرید تھے۔ اور وہ شاہ عبداللطیف امین آبادی کے مرید تھے اُن کے بیٹے مراد شاہ بھی ولی اللہ تھے۔ حضرت محمد غوث لاہوری کی ان سے ملاقات ہوئی تاریخ وفات معلوم نہیں ہے۔

شاہ شجاع

کنجاہ میں مغلیہ عہد حکومت میں ولی گزرے ہیں۔ مزار کنجاہ میں موجود ہے۔ ان کے مفصل حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

مُلّا ابُوبکر

حضرت میاں میر صاحب کے مرید اور شہزادہ دارہ شکوہ کے پیر بھائی تھے شہزادہ دارہ شکوہ لکھتے ہیں۔ ملّا ابوبکر کہ سرشت ایشاں را حضرت میاں جیو بحضرت شیخ خود کردہ بودند۔ از حضرت ایشاں را تعریف ملا ابوبکر بسیار شنیدم در سال ہزار و چہل و نہ ۱۰۴۹ھ برحمت حق پیوستہ اند۔ نیز ایشاں در گجرات خواست از مضافات لاہور ایشاں بپیش اخوند من حضرت میرک درس می خواند و شنیدم از اخوند کہ ملّا ابابکر طالب علم کتاب دوست بود۔

(سکینۃ الاولیاء)

سیّد فاضل گجراتی

فرحتہ الناظرین میں ہے۔ بورع وتقویٰ موصوف نہی منکر و امر معروف تعقیدا

داشت مگر بغایت خلیفہ الرحمان ممتاز گردیدہ و در گجرات خود سکونت داشت۔ در سن سی و یک جلوس انتقال نمودند

سید ابوالفتاح گجراتی

فرحتہ الناظرین میں لکھا ہے۔ پیر نورانی بود از کمالات نفسیہ و الٰہی داشت مثنوی مولانا روم را خوب می دانست۔ و اوقات خود را بخدا پرستی معمور داشت
ان کی ایک تصنیف کلید دانش کا ایک قلمی نسخہ راقم کے کتاب خانہ میں موجود ہے۔ علم تصوف میں لاجواب کتاب ہے۔ دنیا میں شاید واحد نسخہ ہے۔

شاہ جہانگیر

عالمگیری عہد حکومت میں بہت بڑے ولی اللہ گزرے ہیں انکی درگاہ گجرات میں موجود ہے۔ یہاں ہر سال عظیم الشان میلہ لگتا ہے۔ اور تمام پنجاب میں مشہور ہے آپ کا روضہ ۱۲۸۸ھ میں تعمیر ہوا۔ کسی نے قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

مقبرہ رشک مستور جناں — گشت مرتب بقعہ سر فشاں
از پئے تاریخ ہاتف رسید — باد فراغ از قلعہ آسماں ۱۲۸۸ھ

ساتھ ہی ایک مسجد الٰہی بخش نے بنوادی۔ اور اس کی تاریخ

از الٰہی بخش چوں مسجد بنا — ہست زیبا ثانی بیت الحرم

حضرت شاہ جہانگیر کے حالات تفصیل سے کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے بہر حال گجرات میں ایک مشہور ولی اللہ گزرے ہیں۔ بعض لوگ مذکورہ روضہ کو شاہ جہانگیر

شہنشاہ ہندوستان کی انسٹریبوں کی دفن گاہ بتاتے ہیں۔ جو صحیح نہیں۔

شاہ حسین

موضع کولیاں میں مغلیہ عہدِ حکومت میں کامل ولی اللہ گزرے ہیں۔ گجر قوم سے تھے۔ صاحب کشف و کرامات بزرگ گزرے تھے اور عالم دین بھی تھے۔ آپ کا مزار کولیاں میں ہے۔ ڈھیری میاں صاحبؒ کے نام سے مشہور ہے۔

پانڈی شاہ

مغلیہ عہد حکومت میں گجرات میں ایک معروف بزرگ گزرے ہیں۔ جو اپنی معمر والدہ کو گٹھری کی مانند ہر وقت اپنے سامنے رکھتے تھے۔ اور بے حد خدمت کرتے تھے۔

اِس نسبت سے اُن کا نام پانڈی شاہ پڑ گیا۔ اِن کا مقبرہ سبزی منڈی گجرات میں ابتک موجود ہے۔ جس کے ساتھ اسی دور کی ایک یادگار مسجد بھی ہے۔ حالاتِ زندگی سے آگاہی نہیں ہو سکی۔ مقبرہ کی حالت اور مسجد کا التزام ظاہر کرتا ہے۔ کہ کسی وقت بڑے صاحب احترام بزرگ گزرے ہیں۔

اولیائے قلعہ دار

بھائی خاں، شاہ شیر شاہ طالب، شاہ چھانگلی چاروں بزرگ موضع قلعہ دار میں نواب مرزا بیرن بیگ بانی قلعہ دار کے ساتھ وارد ہوئے۔ ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ صرف نام ہی نام باقی رہ گئے۔ یا ان کے مزارات اب تک موجود ہیں۔ عام روایت ہے۔ کہ ذی شان بزرگ تھے۔

پیر حمید شاہ چیلیانوالی کے رہنے والے تھے۔ شاہ میر قادری برادر حضرت محمدؒ حضرت لاہوری کے خلیفہ تھے۔

شاہ پھول ولی مغلیہ عہد حکومت میں گجرات میں مشہور ولی گزرے ہیں ان کی درگاہ گجرات میں موجود ہے۔

شاہ لال بہلول پور میں مغلیہ عہد حکومت میں بہت بڑے بزرگ صوفی گزرے ہیں۔ اور ان کا خاندان تصوّف و معرفت کے لحاظ سے بہت مشہور تھا۔

حافظ محمدؒ جمال

حافظ محمدؒ جمال ولد حافظ ضیاء الدین قاضی سلطان محمود صاحب کے جد امجد تھے آپ اپنے وقت کے امام حافظ قرآن المجید عالم دین تھے۔ آپ دریائے چناب کے کنارے موضع ٹھٹھہ موسئے میں رہا کرتے تھے۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ ان اولیاء کرام میں سے تھے جن سے ایک جہان فیضیاب ہوا۔ آپ حضرت میاں میر لاہوریؒ ملّا عبدالحکیم سیالکوٹی اور شیخ آدم بنوّری کے معاصر تھے۔

حافظ محمدؒ جمیل حافظ محمد جمال کے صاحبزادے تھے۔ ٹھٹھہ موسئے چھوڑ کر آدان شریف میں آ گئے۔ اور وہیں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

حافظ محمدؒ محفوظ آپ علوم ظاہری میں بحر بیکراں تھے۔ اور اپنے وقت کے بہت بڑے خطّاط بھی تھے۔ باطنی علوم میں بے مثل تھے

حضرت قاضی سلطان محمود صاحب آپ کے در پہ حاضری دیتے تھے۔ آپ کی وفات بارہویں صدی کے آخر میں ہوئی۔

حضرت عبدالجلیل

حضرت پیر محمد سچیار کے فرزند دلبند تھے۔ کہتے ہیں۔ کہ جب حضور کا آخری وقت آیا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے کو بلایا۔ اور سینے سے لگا کر خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ اس وقت جذبۂ عشق الٰہی اس قدر آپ میں سرایت کر گیا۔ کہ آپ کا جسم آگ کی طرح جلتا معلوم ہوتا تھا۔ ہر وقت دو آدمی پانی کی مشکیں ڈالتے رہتے تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے بعد پانچ سال تک زندہ رہے اور وفات پائی۔ آپ کا مزار پُر انوار نوشہرہ میں موجود ہے۔

کنزالرحمت

ملّا نورالدّین

قاضی محمد اسلم پسروری اپنی کتاب فرحۃ الناظرین میں لکھتے ہیں۔

صاحب صدق و یقین شاہ نور دین قدس سرہٗ ساکن نوشہرہ متعلقہ پرگنہ گجرات شاہ دولہ از قوم مغل بود و اند و زید و لت در سلسلہ مداریہ منسلک بودند۔ ہر سال در عرس شاہ مدار رسیدن دکن بود بر خود واجب ولازم دانستہ می رسیدند۔ اتفاقاً در سنہ یکہزار و نود ۱۰۹۰ باراده طواف مزار متبرکہ شاہ مدار عازم شده وارد تکیہ حضرت حاجی حسین گردیدند باہتمام حاجی محمد عادل زاویہ وخدمائے حاجی مذکور مسجد در تکیہ متبرکہ بنا فرمودند واحتراز بے نمود در حالت عدم وضو خشت وگل را بدست می گرفتند۔ شاه نورالدین کہ بدو حاجت گاہے در عدم نماز آشنا بنوده بطور امداد بسر می بردند۔ بعد دور تکیہ متبرکہ خواستند۔ کہ در تعمیر مسجد شریک بوده۔ در تحمیل خشت دادی مشغول بشوند صد بار خدام و فقرا حاجی محمد عادل مزاحمت نموده استنغاثہ نمودند کہ ما انبار یک خشت بے وضو نہ بنہادیم تو کہ خلاف شرع واز صوم وصلوٰۃ

مناسبت نداری چگونہ بہ تعمیر پردازی شاہ مذکور از ممانعت ایشاں دست باز نداشتند نسبت سابق مفید بہ تعمیر گردید و گفت کہ شما این ماجرا را پیش پیر خود می برید و از احوال من بپرسید اگر اجازت خود بند فرمود بہتر و الّا نہ دست باز خواہم داشت۔ فقرا متفق شدہ حقیقت حال را بعرض حاجی محمد عادل رسانیدند۔ حاجی محمد عادل متأمل گردید فرمودند کہ دست از ممانعت باز دارید۔ کہ بعوض این سر حلقہ و خلیفہ شما خواہد بود۔ خدام و فقرا از استماع این چنیں کلمات متحیر گردیدہ شاہ مذکور پیغام تعمیر مسجد رسانیدہ حدیث حاجی را بعینہ نقل کردند۔ شاہ مذکور بمجرد استماع این کلمہ از رضاں شنیعہ خود برگشتہ بہ توبہ و زاری پرداختہ پیام بیعت حاجی فرستادند۔ حاجی استدعا کردہ آنہا را بدرجہ اجابت ستودن ساختہ بارشاد و ہدایت شاہ مذکور را از مر واصلان من گردانید۔ و چوں در سلسلہ عالیہ ایشاں مقرر است شخصی را کہ من بعد خود خلیفہ نمودن منظور می شد۔ و در ایام تمارض خود آنرا بامامت پنج گانہ مقرر می فرمایند و بعلام دینی استفادہ می کند۔ حاجی محمد عادل مرضِ موت خود شاہ نور الدین را خلیفہ و جانشین خود مقرر فرمودہ و بعہدہ امامت صلواۃ پنجگانہ نصب ساختہ سنہ یکہزار نود و پنج ۱۰۹۵ بخلد بریں شتافتند۔ شاہ نور دین صاحب عرفان و جامع اخلاق بود پیوستہ بتوکل بسر می برد۔ صاحب الخرق عادات و مظہر کرامات بوسمہ آثار ازدیگچہ و بہزار کس طعام پختہ قسمت می فرمودند و ہر بار بسر حجاز پرداختند و ہر مستمندی کہ بخدمت ایشاں معرفت بطالب علیقہ خود رسیدہ فائز می شد۔ در سنہ یکہزار و یکصد و بیست و نہ ۱۱۲۹ بخلد بریں شتافت علیہ الرحمۃ (فرحۃ الناظرین)

حاجی سعد اللہؒ

ملّا محمد اسلم پسروری فرحۃ الناظرین میں لکھتے ہیں۔

مرید و خلیفہ ارشد و جانشین شاہ نور الدین بودند۔ بارشاد و ہدایت مریدان

ولورع وتشرع عدیم المثال بودند محررا ایں اوراق چند بار بخدمت الیشان مستفید گردیدہ
بہ تحصیل علوم درسی مخاطب بودند بہ یمن توجہ آں مصدر کرامات ایں محررا از تحصیل علوم در رسید
فراغت حاصل نمودہ صاحب خرق عادات بودند و در سخاوت وجود و مروت بے بہا
بودند در سنہ یکہزار و یک صد ہشتاد سنہ ۱۱۸۰ بخلد بریں شتافتہ رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد حیات نوشاہی

سید جمال اللہ فقیہہ اعظم کے صاحبزادے اور خلیفہ اکبر تھے۔ اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ تذکرہ نوشاہی آپ کی تصنیف ہے جس میں بزرگان نوشاہیہ کے حالات درج ہیں۔ اس کتاب سے آپ کا تبحر علمی واضح ہوتا ہے۔ نوشاہی لکھتے ہیں۔

حضرت حافظ محمد با حیات — عارف و علامہ در کائنات
خاندان را زینت و فخر است زد — فقر نوشاہی از در شش جہات

آپ ۱۱۷۳ھ کو فوت ہوئے۔ قطعہ ملاحظہ ہو۔

حیات با محمد گذشت اقرب — بفردوس معلی پاک و انور
چو نوشاہی بجست از عقل سالش — بگفتا می شنو فاضل مکبر ۱۱۷۳

حافظ محمد جمال اللہ فقیہہ اعظم

حافظ برخوردار کے صاحب زادے تھے۔ اپنے وقت کے جید عالم اور کامل صوفی تھے۔ حضرت نوشاہی لکھتے ہیں۔

فاضل جید جمال اللہ بود — حافظ اسرار حق چوں ماہ بود
علم وحدت را مفصل یاد داشت — گوئے ارشادات نوشاہی ربود

آپ کی وفات شب سہ شنبہ وقت نماز شام بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ مطابق

۲۹ ۱۷ء کو ہوئی۔ قطعہ ملاحظہ ہو۔

گذشت چوں روشن بباغ جنتے — آں جمال باکمال معرفت

سال تر حیلش بسر رشد عیاں — قبلۂ عالم جمال معرفت ۱۱۴۲

محمد اشرف منچری حضرت برخوردار کے فرزندان گرامی قدر کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

نخستیں عنایت اللہ باعزّ جاہ — کہ زائیدہ بود اولی بعہد نوشاہ

شدہ یازدہ سال ترکِ طعام — بردکرد رحمان کوتہ تمام

دوم بود سعد اللہ مرد حکیم — کہ صحت ازو یافتے ہر سقیم

سوم رحمت اللہ بغضب و جلال — کہ او بود سیف اللسان باکمال

چہارم میاں عصمت اللہ بداں — خطابش شدہ حمزۂ پہلواں

پنجم داں جمال اللہ خاص الٰہ — نبودے ز ذکرش جدا ہیچ گاہ

ششم نصرت اللہ کہ از یادِ حق — ز ہم زادگاں برد گوئے سبق

مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں۔

فرزندِ ششم حافظ برخوردار بود۔ عالم و عامل و پیر کامل تارک الدنیا صاحب جذب و وجد و تواجد و سماع بہ ہر کہ نظر توجہ انداختے مست بادۂ الست شدے چوں بخواب می رفت۔ آواز ذکر ھو از دل حق منزل وے علانیہ می برآمد کہ ہمہ حاضرین بگوش ظاہر میشنیدندے و محمد حیات صاحب تذکرہ نوشاہی کہ فرزند دلبند وے بود میفرمود کہ روزے شیخ جمال اللہ بزیارت خانقاہ نوشاہ عالیجاہ تشریف برد۔ دید کہ وہاب نام زمیندار موضع اگرویہ در زمین خانقاہ مویشی خود میچرانَد۔ ہر چند کہ منع کرد۔ باز نیامد صبر کردہ واپس تشریف آورد۔ بقہر الٰہی ہماں شب جملہ مویشی وے بمرد تاہم آں زمیندار نابکار از شرارت باز نیامد۔ و سخنان بد در حق شیخ بر زبان آورد۔ روز دوم وزدان

بخانہ اش آمدہ ہمہ مال ومتاع وے بغارت بردند۔ بحدیکہ از پارۂ نان محتاج شد

وفات شیخ جمال اللہ بقول تذکرہ نوشاہیہ۔ بتاریخ دوازدہم ربیع الثانی

بروز سہ شنبہ بوقت نماز شام سال یکہزار و یک صد و چہل و دو است۔

از مؤلف گشت چوں روشن بباغ جنتی — آں جمال باکمال معرفت
سال ترحیلش بسرور شد عیاں — قبلۂ عالم جمال معرفت ۱۱۴۲

شیخ عصمت اللہ نوشاہی

پسر پنجم حافظ برخوردار است۔ نہایت بزرگ و عالم و عامل و فقیر متقی بود۔ و بعد تحصیل علوم از خدمت حافظ محمد تقی ترخیص حاصل کردہ در موضع بھلوال بخدمت شیخ رحیم داد فرزند شاہ سلیمان حاضر شد۔ و فیض کامل یافت بعد ازاں بخدمت سید محمد سچیار و قاضی رضی الدین و شاہ محمد و دیگر خلفائے حضرت نوشاہ جابجا می گشت امّا تسلّی نمی یافت۔ آخر بخدمت شیخ عبدالرحمان المشہور پاک رحمان حاضر شد۔ و بتکمیل رسید۔ و صاحب حال و قال شدہ۔ بریں حالت جذب فائز گشت کہ ہر کسی کہ نظر فیض اثر می کرد مست و مدہوش می شد۔ و چوں در خانہ می نشست از راہ کشف خبر مے داد کہ حضرت شیخ فلاں جا است و فلاں کاری کند و در حالت وجد اکثر حال از بالاخانہ بر زمین افتادی و آسیب عاید نشدی چوں آوازۂ کشف و کرامات وے در اقصائے عالم رسید شاہ محمد غوث ولد سید حسن از پشاور بخدمتش آمدہ فیض کامل یافت دیگر شیخ محمد عظیم فرزند شیخ ابو سعید کہ بجناب وے سوائے رابطہ ہمشیرہ زادگی نسبت دامادی و فرزندی داشت آنقدر یہ کامل و مکمل شد۔ کہ ثانی نداشت۔ و شیخ محمد سلطان برادر زادہ ثانی بتوجہ وے تا دوازدہ سال طعام نخورد۔ و شیخ عبدالجلیل ہمشیرہ زادہ ایں راہنر

آنچناں حالت جذب حاصل گشتہ کہ سالہا سال طعام بحلقش نرفت آخر در کشمیر رفتہ جاں بجانِ آفریں داد۔ شیخ محمد حیات صاحب تذکرہ نوشاہی می فرمائید کہ روزی بخاطر من گزشت۔ کہ شیخ نجم الدین کبریٰ ہرگاہ کہ بہ سبوئی خام نظر انداختی پختہ شدے۔ واگر بہ پختہ انداختی بشکستی۔ آیا ایں سخن راست است یانہ شیخ بر خطرہ من مشرف شدہ فرمود کہ آری حق تعالیٰ را بندگان اند کہ ایں تاثیر در نظر ایشاں نہادہ اند و سر بر داشت۔ و بجانب شیشہ کہ بر طاق حجرہ نہادہ بود نگاہ کرد فی الحال شیشہ بشکست و بر زمین افتاد و وفات آنحضرت بتاریخ دوازدہم رجب المرجب بمطابق نوزدہم ماہ چیت بروز دو شنبہ وقت نماز شام در عین نماز ظہور آمد کہ دو رکعت نماز بقیام بخواند و در سجدہ رکعت سوم وفات یافت۔ سال وفاتش سنہ ہجری یک ہزار و یک صد و سی و ہفت ۱۱۳۷ بود از اں سہ صاحبزادہ عالی قدر ماندند۔ اول شیر محمد کہ بعد از وی بر مسند سجادگی قیام فرمود دوم شیخ گل محمد کہ اسم با مسمّیٰ سوم محمد عظیم کہ صاحب مراتب عظیم بود و خطاب بحضرت عصمت اللہ از پیشگاہ الشیخ عبد الرحمان امیر حمزہ پہلوان نوشاہ ثانی عطا شدہ بود۔ قطعہ ؎

زعالم شد چو در خلد معلّیٰ — جناب شیخ صادق عصمت اللہ
زدل جستم چو سال ارتحالش — خرد فرمود عاشق عصمت اللہ ۱۱۳۷

شاہ نصرت اللہ نوشاہی

مفتی غلام سرور لاہوری ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

صاحبزادہ چہارم حافظ برخوردار بن حاجی محمد نوشاہ عالیجاہ است۔ عالم

متبحر و فقیر کامل الاکمل بود۔ در شہر سیالکوٹ تحصیل علم کرد بعد از آں بکسب حصول ولایت باطنی از خدمت والد ماجد خود جد و جہد بلیغ بکار برد و از کاملین وقت شد چوں پدرش وفات یافت چندی فیض از احمد بیگ لاہوری ہم حاصل نمود وفات در سال یک ہزار و یک صد و ہفتاد ہجری است۔ از مؤلف

رفت از دنیا چو در خلد بریں ۔۔۔ نصرت اللہ رہبر کون مکان
رستم عشق است سالش کن رقم ۔۔۔ پیر نصرت واصل کامل بخوان

میاں رحمت اللہ

حافظ برخوردار کے صاحبزادے تھے مستجاب الدعوات صاحب جذب و جلال تھے مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں۔

صاحبزادہ سوم حافظ برخوردار ابن حاجی محمد نوشاہ است۔ جامع بود میان کرامت و خوارق و زہد و ورع و تقوی سخاوت و شجاعت۔ چوں متولد شد۔ حضرت نوشاہ در حق وی دعائے عمر درازی کرد۔ چنانچہ عمر دراز یافت۔ بر مزاج حق امتزاج وی جلالت غالب بود۔ چنانچہ یکبار حاکم پرگنہ پیادہ خود بطلب زر مطالبہ زمین بخدمت وے فرستاد ازیں سبب در جلالت آمدہ۔ نزد حاکم تشریف برد و فرمود۔ کہ ما بعد فصل از معاملہ خود بخود ادائی کنم۔ امسال چرا پیادہ نزد ما فرستادی پس ترا از مسند حکومت برداشتم۔ چنانچہ۔ ہماں روز پروانہ معزولی وے از صوبہ لاہور رسید۔

اسی طرح کی دو اور کرامات خزینۃ الاصفیا میں درج ہیں۔ آپ کی وفات ۱۱۶۷ھ میں ہوئی۔ قطعہ از غلام سرور لاہوری

شد چو رحمت ازیں جہان پدرود ۔۔۔ ہست تاریخ آں شہ ابرار
رحمت اللہ ولی بر ہمہ تیز ۔۔۔ رحمت اللہ معدن الانوار
۱۱۶۷ھ ۔۔۔ ۱۱۶۷ھ

خزینۃ الاصفیا

شیخ سعد اللہ

حافظ برخوردار صاحب کے صاحبزادے تھے۔ طبیب حاذق حکیم کامل الفن تھے۔ تصوف میں عالی مرتبہ تھے۔ ان کی کرامات ہیں سے مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں۔ کہ شیخ سعد اللہ وان کے بھائی نصرت اللہ کی جب شادی ہوئی۔ تو والد بزرگوار نے ان دونوں بھائیوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ ایک بھینس شیخ نصرت اللہ کو اور بھینس کا بچہ۔ شیخ سعد اللہ کو دے دیا۔ آپ کو یہ بات ناپسند آئی اور بددعا کی بھینس اور بچہ دونوں مر گئے۔ ایک اور کرامت جو بیان کرتے ہیں۔ شیخ سعد اللہ موضع بھاگت میں اپنی زمین کاشت کرتے تھے۔ سیدا نامی نمبردار صوفیاء سے کدورت رکھتا تھا۔ اور مالیہ کی وصولی میں ان کو پریشان کرتا تھا۔ اور آپ صبر سے کام لیتے تھے۔ آخر ایک دن تنگ آکر کہا۔ سیدا! خدا سے ڈر۔ ورنہ اس کے غضب میں مبتلا ہو جائے گا۔ چنانچہ چند دن کے بعد ہی اس کے دو نوجوان لڑکے مر گئے۔ مال و متاع چور لے گئے۔ اور خود نابینا ہو گیا۔ حالت یہاں تک پہنچی۔ کہ گداگری شروع کر دی۔ اور اسی حالت میں فوت ہوا۔ شیخ سعد اللہ کی وفات ۱۱۲۵ھ میں ہوئی۔ قطعہ از سرور لاہوری۔

شیخ سعد اللہ ولی جاوداں — شد چو از دنیا بجنت شد قریب

سال تاریخ وصال آنجناب — گفت سرور شیخ سعد اللہ نجیب

ماخذ:۔ خزینۃ الاصفیا ص۳ — ۱۱۲۵ھ

سید عنایت اللہ زاہد

مفتی غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیا میں لکھتے ہیں۔

پسر حافظ برخوردار و نبیرہ نوشاہ عالیجاہ است و تربیت و تکمیل از شیخ

عبدالرحمان یافت و در حالت استغراق تا یازدہ سال طعام نخورد۔ و صاحب تذکرہ نوشاہی زبانی مسمی بختاور مقدم موضع گھگھڑ عشاہی فرمایہ۔ کہ چوں شیخ عنایت اللہ اکثر اوقات روز و شب بر زراعت خود می ماند۔ و در آنجا حجرہ تعمیر کردہ بود۔ شبی بارادہ خدمت آنحضرت رفتم چوں بحجرہ رفتم دیدم۔ کہ تمام اعضائے وے از یک دیگر جدا بر زمین افتادہ اند از معائنہ ایں حال متحیر شدم۔ کہ آیا کدام ظالم بیرحم یا قزاقی غارت گر ایں مشتاق ایزد خلاق را شہید ساخت دریں حیرت بودم کہ شیخ عصمت اللہ برادرش از در درآمد و فرمود کہ اے بختاور دریں سری است ز اسرار الٰہی جائے عجب و حیرت نیست و زنہار ایں اسرار را پیش عوام ظاہر نکنی۔ وفات شیخ عنایت اللہ در سال یک ہزار و یک صد و پنجاہ ہشت است۔ از مؤلف

زدنیا رفت چوں در خلد اعلیٰ — شہ جن و بشر پیر عنایت
وصال او عیاں شد مظہر جود — دگر عالی قدر پیر عنایت
۱۱۴۰ھ

خزینۃ الاصفیا ص ۲۰۱

حضرت محمد اکرم

حضرت عبدالجلیل کے بعد انکے فرزند ارجمند حضرت محمد اکرم سجادہ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اپنے بزرگوار کی طرح بڑے صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ وفات کا وقت نزدیک آیا۔ تو اپنے دوستوں سے پوچھا۔ میری آخری آرام گاہ کہاں ہوگی۔ دوستوں نے فرمایا جہاں آپ کا ارشاد ہو۔ آپ فوت ہوئے۔ تو حضرت پیر محمد سچیار اور حضرت عبدالجلیل کی قبروں کے درمیان آپ کو جگہ ملی۔

حضرت سلطان محمدؒ

آپ حضرت محمد اکرم صاحبؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے متعلق اور آپ کے متعلق حضرت میاں محمد اشرف منچری لکھتے ہیں:-

زہے ذات سلطان محمد کمال — کہ رہ یافت در قرب ایزد تعال
ز مشرق بمغرب گردہ نام — ہم دست بستہ بروئے سلام
چو گردد بنو شہرہ روز چراغ — جہاں از چراغاں شود باغ باغ
خلائق ز قندہار و ہندوستان — بیایند بہر زیارت شاں
جگر بند شاں بود سلطان بخش — کہ در باغ جنت جہانید رخش
دگر پیر بخش است عالی مکان — جہان فیوضات شد ذات شاں
جہان فیوضات و دریائے عشق — ندیدہ چو نوشہرہ جائے عشق
بسلطان ملک از حضور الٰہ — رسیدہ لسبے رتبہ بے اشتباہ
بہ در صغیر است محبوب شاہ — کہ مست اندر و شوق ذات الٰہ
برادر دگر ہست سلطان شاہ — کہ با گمرہاں مے نمایند راہ
پسر پاک شاں اہل علم و جواں — کہ نامش تو سلطان سکندر بداں
بعلم و تکلم و فصاحت تمام — بود مشتغل باد ایزد مدام

حضرت پیر محمد سچیارؒ کے ان کے علاوہ خلفاء دنیائے معرفت میں کامل روزگار گزرے ہیں۔ جن کے مناقب حضرت غلام مصطفےٰ شاہ نوشاہی نے نظم میں تحریر کئے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

شاہ بلاق

بود مردے حق عجب صاحب بلاق — در ریاضت کار او بُد با وثاق
شائق زہد و قناعت صبر و شکر — گفت نوشاہی بر فت باخلاق

میاں کالا

میاں کالا از عباد اللہ بود — عاشق پیر طریقت در سجود
در سماع و وجد و حالت بود چست — گفت نوشاہی براو فضل ودود۔

ابوسعید متناصر

سید حافظ جمال اللہ فقیہہ اعظم کے فرزند اور حافظ محمد حیات کے بھائی تھے۔ اہل معرفت و کرامات تھے۔ جناب بھی ان کے مرید تھے۔ مقدمہ نوروز عالم ان کی یادگار ہے۔

حکیم بایزید

حکیم بایزید خلف شاہ رحمت اللہ گجراتی نے طب میں شہرت پائی حکیم عزیز الدین (میرٹھی حکیم ثنا اللہ بریلوی اور حکیم کبیر الدین کبیر سنبھل وشاگرد حکیم علوی خاں) سے تحصیل طب کی۔ ۱۲۰۳ھ تک زندہ رہے۔ فیض اللہ خاں کے دربار سے متوسل تھے حالات فیض اللہ خاں ۱۲۰۲ھ اور دوسری تالیفات ان سے یادگار ہیں۔

ملا فقیر اللہ اخوند

ملا فقیر اللہ اخوند عرف شاہ عبد الکریم خلف شاہ رحمت اللہ گجراتی ولادت ۱۱۴۳ھ بمقام گجرات۔ علوم متداولہ میں مہارت تھی۔ شاہ صفدر علی مراد آبادی کے خلیفہ تھے۔ ۱۲۰۶ھ میں رام پور میں انتقال ہوا

شاہ جمال

حافظ شاہ جمال اللہ ولد سید سلطان شاہ معروف بہ سید محمد روشن گجراتی سید عبد القادر جیلانی کی نسل سے تھے۔ بچپن میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے دکن میں شاہ قطب الدین سے خلافت پائی۔ کھیپٹر والا بیل گھنڈ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ میں قیام کا حکم ہوا۔ ایک لاکھ کے قریب مرید تھے۔ ۳ صفر ۱۲۰۹ھ کو رام پور میں انتقال ہوا۔

شاہ سلطان حضرت حافظ شاہ جمال کے والد بزرگوار تھے۔ سید محمد روشن کے نام سے مشہور تھے۔ تفصیلی حالات نایاب ہیں۔ ان کی قبر موضع تارہ گڑھ سندھار متصل قلعہ دار بر لب دریائے چناب واقع ہے۔

شاہ درگاہی

میاں لال شاہ کے بیٹے تھے۔ ولادت بقول شاہ رؤف احمد مصنف جواہر علویہ ۱۱۶۰ھ میں تخت ہزارہ میں ہوئی۔ سکھوں نے ان کے والد کو شہید کر دیا۔ انہوں نے گھر چھوڑ کر مداریہ سلسلہ میں بیعت کر لی۔ پھر حافظ جمال اللہ سے بیعت کی۔ اور خلافت پائی۔ رام پور میں ۱۲۲۶ھ میں انتقال ہوا۔

سیّد عبد الواسع

سیّد فیض اللہ کے صاحبزادے سیّد عبد الواسع جو ۱۱۶۲ھ میں فوت ہوئے قطعہ تاریخ وفات از برہان شاہ۔

اولاد سیّد عبد الواسع ان کے بیٹے علیم اللہ اور ان کے بیٹے سید حاجی شاہ اور

ان کے پوتے سید برہان شاہ متوفی ۱۲۶۷ھ اور ان کے سید جلال شاہ اپنے بزرگوار کی شرافت اور نجابت تصوف و معرفت کے صحیح جانشین رہے۔ آج کل سید فضل شاہ کے فرزند سید معصوم شاہ صاحب لاہور میں مقیم ہیں اور اپنے سلف صالحین کے پورے پورے جانشین اور صحیح وارث ہیں۔ شرافت و نجابت علم و فضل اور تصوف و معرفت میں بےمثل ہیں۔ لاہور میں ایک عظیم الشان جامع مسجد تعمیر کرائی ہے۔ اور دربار حضرت داتا گنج بخش کے قریب ایک مکتبہ نوری کتب خانہ کے نام سے جاری کر رکھا ہے جس سے تشنگانِ علم و حکمت کو آب زلالِ معرفت ملتا رہتا ہے۔ راقم کا ان سے تعارف نہیں ہے البتہ دیکھنے کا از حد اشتیاق ہے۔

ان بزرگوں کے علاوہ سید شرف شاہ گیلانی متوفی ۱۲۹۸ھ سید شاہ متوفی ۱۳۰۷ھ اور سید بڈھے شاہ گیلانی متوفی ۱۲۴۴ھ چک سادہ میں مدفون ہیں۔ جو خاندانِ نوشاہیہ کے بزرگوں کے مرید ہیں۔ سید جہاں شاہ کا قطعہ تاریخ وفات ملاحظہ ہو۔

غریق بحرِ عرفاں جہاں شاہ ۔۔۔ چو گشت او رامہد قرب حق جا

سنین وصل او جستم زہاتف ۔۔۔ جوابم گفت خواب راحت افزا ۱۳۰۷ھ

ماخذ:۔ شریف التواریخ از سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔ (۲) مثنوی نیرنگ عشق از ملا غنیمت کنجاہی (۳) کنز الرحمت اشرف نوشاہی ہنچری۔

شیخ ححقو

حضرت شیخ الہ داد سری کی اولاد سے تھے۔ بہت بڑے عالم دین گزرے ہیں۔ گجرات میں ان کی دینی درس گاہ موجود تھی جس میں علوم دین کی تدریس اس انداز سے ہوئی تھی۔ کہ گرد و نواح میں یہ شعر کہاوت کے طور پر پڑھا جاتا تھا۔

اگر خواہی تو علم لپ گڑ پو بیا در درس گاہ شیخ حقو

قاضی فضل حق وزیر آبادی اپنی کتاب اسرار الصدق میں انکے متعلق لکھتے ہیں

حضرت شیخ عبدالحق معروف بہ شیخ حقو از اولاد حضرت شیخ محمد امین بن شیخ الہ داد سری است صاحب سلوک طریقت و کامل و مکمل در ابتدائے درس طالب علماں می داشتند الا طلبا از روز و شب مشغول خدمات خود می داشتند مشغولی تعلیم بس اندک بود و شغل استغراق و حیرت فراواں آخر وارثان طلبا حاضر خدمت بودہ شکایت عدم حصول علم آنہا در بیان کردند۔ حضرت فرمود۔ ہر کتابیکہ می خواہید طلبا بنہید۔ ہر کتاب کہ نہادند طلبا بلا تامل خواندند این کہ کرامت عجیب دیدہ ہمہ کس بر زبان کردہ اند۔

اگر خواہی تو علم لپ گڑ پو بیا در درس گاہ شیخ حقو

بعد ظہور این کرامت حضرت شاہ حقو ترک تدریس فرمود۔ سیاحت اختیار نمودہ۔ بدعای حصول اولاد بے اولاداں غنائی مفلساں و شفای علیلاں اکثر خلائق از فیوضات خود بہرہ مند فرمودند و گزارۂ اہل و عیال آنحضرت خود از جانب بادشاہ بود۔ ماخذ۔ اسرار الصدق

شاہ بھولا

شاہ بھولا ابن شیخ عبدالحق مشہور شاہ حقو موصوف باوصاف پدر بزرگوار تھے۔ اور طریقت میں بلند پایہ تھے۔ ظاہری علم میں اتنا درک نہ تھا۔ لیکن علوم باطنی سے مالا مال تھے۔ ان کی بے شمار کرامات لوگوں سے سنی گئی ہیں۔ ان کی قبر گجرات اور جلال پور کے درمیان ہے۔ نوشہرہ میانہ کے مشہور ولی اللہ پیر محمد سچیار نوشاہی کی اولاد کو آپ کی درگاہ سے خاص عقیدت ہے۔

شیخ محمد عارف

حضرت شیخ الہ داد سہری کی اولاد سے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کے علم بردار تھے۔ دریائے معرفت کے شناور اور میدانِ تصوّف کے دلدادہ تھے۔ دور دور سے آکر درویش علم حاصل کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک درویش علم تصوف کی کتاب عوارف المعارف پڑھ رہا تھا۔ کہ دیوار میں سے چیونٹیوں کی آواز آرہی تھی۔ درویش ہاتھ سے چیونٹیوں کو چپ کرانے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر وہ چپ نہیں رہتی تھیں شیخ صاحب نے درویش کو منع فرمایا۔ کہ ان کے ہاں لڑکی کی شادی ہے۔ دولہا کی آمد کے باعث گیت گا رہے ہیں۔ دولہا ملتان سے آرہا ہے۔ درویش سنتے ہی بحرِ حیرت میں ڈوب گیا۔ اتنے میں شیخ صاحب کا ایک مرید ملتان سے شرفِ سعادت کے لئے حاضر ہوا۔ اور ایک کپڑا کاغذ میں لپٹا ہوا پیش ہوا جونہی آپ نے تھان کھولا دو تین چیونٹے تھان سے کود کر دیوار کے سوراخ میں داخل ہو گئے۔ چیونٹیوں نے کچھ عرصہ شور کے بعد خاموشی اختیار کر لی۔ درویش اس واقعہ سے سخت متحیّر ہوا۔

ماخذ:۔ تذکرہ صدیقیاں از منشی نادر حسین

بابا شرف شاہؒ

ایک مشہور بزرگ صاحب کی اولاد اور مجذوب تھے۔ ان کا مزار موضع کھمبی ضلع گجرات میں اب بھی مرجع خاص و عام ہے۔ چھ فٹ قد بھرا ہوا قد رہے فربہ جسم، سر داڑھی مونچھ حتیٰ کہ ابرو تک اُسترے سے صاف رکھتے تھے۔ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے ایک موضع "پڑاں" کے سیّد خاندان میں پیدا ہوئے بچپن ہی سے عالمِ جذب میں رہنے لگے

ذرا ہوش سنبھالا۔ تو گھر سے نکل گئے۔ گو اُن کا کوئی خاص مرکز نہ تھا۔ مگر زیادہ تر موضع کھمبی میں ہی رہتے۔ ڈیرہ ہمیشہ گاؤں سے باہر لگایا کرتے۔ گالیاں بہت دیتے۔ اور اکثر مارتے بھی۔ اس وجہ سے لوگ ان سے بہت خائف رہتے۔ جس طرف بابا شرف شاہ نکل جاتے لوگ سامنے سے بھاگ کھڑے ہوتے۔

میرے پردادا اعوان کاری ضلع جہلم کے ایک معزز اعوان خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ کسی دیرینہ دشمنی کی بنا پر وہاں کے کئی سکھ خاندانوں کا صفایا کر کے اپنے خاندان سمیت بھاگ گئے۔ اور موضع کھمبی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں پناہ لی۔ سکھوں کا راج تھا۔ بھاگتے وقت کچھ بھی ساتھ نہ لے سکے تھے۔ لہٰذا غریب الوطنی میں بڑی کس مپرسی کے عالم میں دن گزارنے لگے۔ اور اسی عالم میں وفات پائی۔ میرے دادا ملک نظام الدین مرحوم کا کوئی سگا بھائی نہ تھا۔ میرے والد صاحب قبلہ ابھی بچے ہی تھے۔ کہ دادا صاحب مرحوم پر فالج کا حملہ ہوا۔ اور دونوں ٹانگیں بیکار ہو کر رہ گئیں۔ پریشانیاں اور بڑھ گئیں دونوں ٹانگیں بیکار۔ نہ مکان نہ زمین اور نہ ہی آمدنی کوئی اور ذریعہ والد صاحب لوگوں کی بھیڑ بکریاں چراتے۔ اور کسی نہ کسی طرح گھر بھر کی گزر اوقات ہوتی۔ اسی عالم میں آٹھ سال بیت گئے۔ ایک دن چند لوگ کسی دوسرے گاؤں سے آئے۔ اور میرے دادا صاحب کو وہاں کے مزار کے بے شمار کمالات بتائے اور اصرار کیا۔ کہ آپ کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچ کر جبّہ سائی کریں۔ اللہ اپنا کرم کرے گا۔ اور وہ کچھ عرصہ بعد تندرست ہو گیا۔

میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔ کہ دادا مرحوم بے حد غریب تھے۔ مگر اب جو نقشہ بدلا۔ تو عجب ہی رنگ تھا چند ہی برسوں میں گاؤں کے امیر لوگوں میں شمار ہونے لگے۔ شاندار مکان بنوایا۔ زمین خریدی کنواں کھدوایا۔ اور گاؤں بھر میں یہ ایک طرح سے حکمرانی کرنے لگے۔

ایک مرتبہ شاہ صاحب نے کسی گاؤں سے گزرتے ہوئے ایک نوجوان حسین اور کنواری لڑکی کو دیکھا۔ طبیعت میں خدا جانے کیا خیال آیا۔ کہ اس کے پیچھے پیچھے ان کے گھر چلے گئے۔ اور اعلان کیا۔ کہ یہ میری بیوی ہے۔ زیورات اور کپڑے منگوا کر لڑکی کو دلہن بنوایا۔ اور خود سہرا باندھ کر دولہا بنے۔ ڈھول باجے والے منگوائے گئے۔ دلہن کو ڈولی میں بٹھایا گیا۔ خود گھوڑے پر بیٹھے۔ اب گاؤں گاؤں لیے پھر رہے ہیں۔ جہاں رات آئی۔ لڑکی کو کسی گھر رکھا۔ اور خود جنگل میں نکل گئے۔ صبح سے پھر وہی سلسلہ شروع کیا۔ کئی دن یوں ہی گزر گئے۔ اور پھر اس کے گھر لائے۔ اور کہا۔ کہ میری بیوی کو رکھو۔ میں پھر آ کر لے جاؤں گا۔ شاہ صاحب کے چلے جانے کے بعد لڑکی کے گھر والوں کو لوگوں نے طرح طرح کے طعنے دینے شروع کر دیئے اور مشورہ دیا۔ کہ شاہ صاحب دوبارہ آئیں۔ تو لڑکی ان کے ہمراہ ہرگز نہ بھیجی جائے۔ بلکہ کہہ دیا جائے۔ کہ لڑکی فوت ہو گئی ہے۔ کئی دنوں بعد شاہ صاحب پھر آئے۔ اور مطالبہ کیا۔ کہ میری بیوی کو لاؤ۔ گھر والوں نے پروگرام کے مطابق یہ ہی جواب دیا۔ کہ حضور وہ تو مر چکی ہے۔ یہ سننا تھا۔ کہ شاہ صاحب دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ اور پھر کہا۔ کہ اسے لاؤ۔ میں آخری دیدار تو کر لوں۔ لوگ اندر گئے۔ دیکھا تو لڑکی واقعی مری پڑی تھی۔

اس طرح کے صدہا واقعات شاہ صاحب سے منسوب ہیں۔ چلتی گاڑی کو انگلی کے اشارے سے کھڑی کر دیتے۔ جہلم کی عدالت کے بھرے اجلاس میں پہنچ جاتے لوگ انہیں دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے۔ یہ تمام کاغذات لے کر پھاڑ ڈالتے۔ یہ جیل میں جا کر قیدیوں کو آزاد کر دیتے۔ فن پہلوانی اور اسی قسم کے دیگر کھیل جن میں جسمانی طاقت کا مظاہرہ ہو۔ بہت پسند تھے۔ ڈھول کی آواز پر وجد کرتے۔ وفات سے چند دن پہلے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد کھمبی کی گلیوں میں کشت و خون ہو گا۔ جب فوت ہوئے۔ تو شاہ صاحب کے گاؤں اور ارد گرد کے دیہات کے تقریباً دو ہزار افراد لاش لینے

کے لئے آ گئے۔ مگر ہمارے گاؤں کے لوگوں نے صاف انکار کر دیا۔ بات بڑھتے بڑھتے کشت و خون تک جا پہنچی۔ اور اس طرح شاہ صاحب کا آخری ارشاد پورا ہوا۔ اب ان کا مزار گاؤں کے اندر ہے۔ ہر سال شاندار میلہ لگتا ہے۔ اردگرد دیہات کے تمام پہلوان پہنچتے ہیں۔ قوالیاں ہوتی ہیں۔ دیگیں پکتی ہیں۔ اور تین دن تک خوب گہما گہمی رہتی ہے۔ لوگوں کا شاہ صاحب پر اس قدر اعتماد ہے۔ کہ شرف شاہ کی قسم سچائی کی ضامن سمجھی جاتی ہے۔

شاہ سرمست

گوجر برادری کے فرد تھے۔ بہت بڑے بزرگ تھے۔ ان کی اولاد سے مولوی سعد الدین اور مولوی شیخ عبداللہ ساکن ملکہ بہت بڑے فاضل گزرے ہیں۔

بابا جنگو شاہ

گجرات کے مشہور مجذوب ولی اللہ تھے۔ مولوی صالح کنجاہی لکھتے ہیں حالش عجیب می داشت پروائے کسے نہ دارد و در زمستان و تابستان بیرون مے ماند نہ از سردی خطرے و نہ از گرمی اثرے نہ با منعم الفتے و نہ از گدا نفرتے۔ نہ با کسے انسے و رازے ہمیشہ باحق در سوز و گدازے۔

بر تخت فنا نشستہ شاہے   از ترک تبار کش کلاہے
از ہر دو جہاں ورا خبر نے   وز گرمی و سردیش حزر نے
از جام وصبوح بے خودی مست   از بود نبود کون دارمست

(بیان مولوی شائق)

آپ کی وفات ۱۲۸۱ھ میں ہوئی۔ قبر موضع ملھوکو المعروف بابے دا ڈیرہ میں موجود ہے۔ قطعہ تاریخ شیخ عبداللہ نے لکھا۔

جناب شاہ جنگو تودۂ خاکستر عشقش
چو او مجذوب ذات کبریا کمتر شود پیدا
بجو اے شیخ تاریخش ز خاکستر علی گوید
کہ زر گم گشتہ از آتش ز خاکستر شود پیدا

حضرت شاہ سمائل کنجاہی

خالصہ عہد حکومت میں بہت بڑے عالم دین اور امام الاصفیا گزرے ہیں۔ اپنے والد ماجد بزرگوار قطب الاقطاب سید قطب الدین بخاری کے مرید تھے۔ والد ماجد نے تبحر علمی اور تصوّف میں مستغرق دیکھ کر آپ کو اپنی زندگی میں ہی خلیفہ نامزد فرما دیا تھا۔ اور چاروں طریقہائے اسلامی کی اجازت دے دی تھی۔

اپنے وقت میں صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔

دربار شاہ سمائل یہ دربار سمائل کا مزار کہلاتا ہے۔ آپ کا اصلی نام سید اسمٰعیل بخاری ہے۔ لیکن یہاں نام بزبان مریدین کشمیر مشہور ہیں۔ کیونکہ کشمیر عوام اب بھی اسمٰعیل کو سمائل کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کے بارے میں مختلف النوع روائتیں مشہور ہیں۔ ان سے قطع نظر یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ یہ مزار کنجاہ کی منفرد ثقافتی تقریب کا مرکز ہے۔ یہاں ہر سال میلہ لگتا تھا۔ جو اب تقریباً احباب برادری کی عدم توجّہ کی صورت میں محض ختم شریف پر موقوف ہو چکا ہے۔

حضرت شاہ سمائل اپنے علاقہ کے ہر دل عزیز قابل فخر پیشوا اور اپنے وقت کے اولیاء علما میں سے بڑے متقی اور زاہد مشہور تھے۔ آپ کی ولایت کا چرچا خالصہ عہد میں ہوا جبکہ تمام پنجاب ان کے خون چکاں مظالم سے تھرا رہا تھا۔ آپ سے ایک شخص نے اپنی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے سوال کیا۔ کہ ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ نے اسے صبر کی تلقین کی۔ وہ بولا کہ ان حالات میں میرے لئے صبر

کرنا مشکل ہے۔ اب مزید صبر کیا۔ تو مر جاؤں گا۔ حضرت شاہ سمائل بولے۔ کہ تیری موت خسارے کا سودا نہیں ہو گی۔ جو مارتا ہے۔ خون اس کے ذمہ ہو جاتا ہے جیسا مارنے والا ہو۔ اسی نسبت سے خون بہالیا جاتا ہے۔ اور اگر مارنے والا زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک ہو۔ تو مرنے والے کی قسمت کا کیا کہنا! اسے تو اسی نسبت سے خون بہا ملے گا۔

آپ نے فرمایا سنو! ایمان جب زبانی اقرار سے گزر کر قلبی تصدیق کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کے نتائج کردار کی قوت، سیرت کی پختگی اور اعمال کی پاکیزگی کی صورت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ قلبی تصدیق کے بغیر ایمان کی حیثیت کاغذ کے اس پھول سے مختلف نہیں ہوتی۔ جو روح میں بالیدگی پیدا کر دینے والی خوشبو سے محروم ہوتا ہے۔ موتی کی قیمت آب سے ہے۔ اور ایمان امتحان کی کسوٹی پر پورا اترنے کے بعد قیمت پاتا ہے۔ مصلحت شناسی انسان کو حق گوئی سے اس وقت باز رکھ سکتی ہے جب اندیشے دامن گیر ہوں۔ ایمان چونکہ سراسر محبت ہے۔ اور محبت محبوب کی راہ میں پیش آنے والے خطرات سے دامن بچانے کی خوگر نہیں۔ خطرات میں کود تی ہے۔ تو اس کا حسن نکھر آتا ہے۔ اسے نئی آب و تاب ملتی ہے۔ نئی زندگی عطا ہوتی ہے۔ اور نئی آن بان کے ساتھ جلوہ گر ہو کر قلوب کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ جب تک محبت خام ہو۔ اندیشوں اور وسوسوں سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ اس کی تکمیل کی علامت ہی یہ ہے کہ خطرات سے بے نیاز ہو جائے۔ اندیشے اس کے قریب نہ پھٹکنے پائیں چنگھاڑتے ہوئے طوفان اس کے سامنے آئیں۔ تو وہ ان سے ٹکرانے کیلئے سینہ سپر ہو جائے۔ صحابہ کی محبت چونکہ صدیق تھی۔ اس لئے وہ اندیشوں کو کبھی خاطر میں نہ لاتے تھے خطرات میں کود کر آپ کی محبت نے معراج کمال حاصل کی۔ تب اس شخص کو اطمینان قلبی حاصل ہوا۔ یہ بزرگان دین کی توجہ قلبی ظاہری و باطنی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

دوبارہ فرمایا سنو! غلامانِ محمدؐ کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے۔ کہ انہوں نے افتادِ زمانہ میں ڈھلنے کی بجائے حالات کے دھارے کا رُخ پھیر کر رکھ دیا۔ نفس کا بندہ جب بھی قائدِ قومیت سے ملتا ہے۔ تو اسے خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن خدا کے بندوں کا یہ معمول نہیں۔ اوّل تو وہ میرو سلطان کی بارگاہ کو قبلۂ حاجات بنانے کی بجائے خدا کی بارگاہ کو قبلۂ حاجات سمجھتے ہیں۔ اور اگر حادثے کے طور پر ان کی کسی ذی اختیار شخصیت سے ملاقات ہو بھی جاتی ہے۔ تو وہ اسے ان غلطیوں پر متنبہ کرتے ہیں جو خدا تعالےٰ کی ضعیف اور کمزور مخلوق کی پریشانیوں کا موجب ہوتی ہیں۔

(۱) آپ کا دربار باوقار اور مزار پُر انوار قصبہ کنجاہ سے تقریباً دو فرلانگ بجانبِ شمال مغرب نزد شاہراہ سرگودھا موجود براستہ موضع ناگریانوالہ ہشت پہلو چاہ کھجوری والہ پر اپنی زمین میں موجود ہے۔ نیز خانقاہ کے شمال مغرب ہماری مزروعہ اور مملوکہ زمین ہے۔ جس کے خویش واقارب مالک ہیں۔ خدا انہیں برکت دے آمین!

نوٹ:- آپ کے پرپوتے حکیم علی حسین قریشی نے ۱۹۴۷ء میں ہشت پہلو روضہ بنوایا ہے۔ آپ نے شب دوشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۲۲۱ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۸۰۵ء ہم اربیساکھ سمت ۱۸۶۲ کو وفات پائی۔

(۲) آپ کے خاندان سے بہت سے لوگ نامور عالم، صوفی، طبیب اور شاعر گزرے ہیں۔ آج کل آپ کے پرپوتے حکیم پیر عبدالواحد بخاری رجسٹرڈ طبیہ بورڈ مغربی پاکستان درجہ اوّل و فاضل جامع اسلامیہ ڈابھیل (سی پی) گجرات میں مشہور و معروف ہیں۔ اور اپنے سلف صالحین کے پورے پورے جانشین اور صحیح وارث شرافت و نجابت علم و فضل اور تصوّف، معرفت میں اچھی خاصی دسترس رکھتے ہیں ایک دواخانہ بنام بخاری فارمیسی کھول رکھا ہے جس میں مریض ماہی بے آب کی طرح آتے ہیں۔ اور صحیح سلامت ہو کر چلے جاتے ہیں۔ نیز تشنگانِ علم و حکمت کو آب زلالِ معرفت بھی پلاتے ہیں۔

بزرگانِ دین کے مزارات پر ہمارے ہاں اور بھی بہت سے میلے اور عرس منعقد ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان تقریبات میں بعض ایسی چیزیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔ جن پر اخلاقی اور مذہبی طور پر اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اکتساب فیضِ روحانی کا بنیادی جذبہ ہر جگہ موجود ہے۔ اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ میلے اور عرس مختلف علاقہ کی مخصوص ثقافت کی علامت بن گئے ہیں۔

(۱) جن لوگوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ وہ بھی وہاں جاکر بعد درود شریف دعائیں مانگتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اور فیض اٹھاتے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اپنی منشا کے مطابق مرادیں حاصل کرتے ہیں خصوصاً گردونواح کے زمینیدار ہر فصل کا پہلا پھل خواہ کچھ بھیجیں۔ آپ کی خانقاہ پر چڑھاوہ چڑھاتے ہیں۔ جن میں اعلیٰ درجے کے کپڑے کا اُچھاڑ نقدی اور موسم کے مطابق فصلوں کے دانے میں نے خود "حکیم بخاری" بھی دیکھے ہیں۔ اسی طرح سبزیوں کا حال ہے۔

(۲) ترییئے کے تپ میں جو لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ آپ کی مدفن یعنی خانقاہ شاہ سمائل بخاری سے صرف ایک ٹھیکری یا لکڑی چھوٹی سی لاکر دھاگے میں باندھ کر گلے میں باندھ دیتے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم اور کی دعا برکت اور لوگوں کے عقیدہ اور یقین سے یقینی طور پر ترییئے کا بخار اتر جاتا ہے۔ ع

حکمتے جاری است بعد از مردنش

(۳) اسی طرح خارش اور دیگر جلدی امراض کے لاعلاج مریض آپ کی قبر مبارک کی خاک شفا لے کر جسم پر ملتے ہیں۔ ان کو اپنے عقیدہ اور یقین سے یقینی طور پر شفا کامل نصیب ہو جاتی ہے۔ جیسے نظام الدین ولد احمد دین ماچھی المعروف جامو ماچھی محلہ موچیاں والہ خارش سے جذام ہو گیا۔ خاک شفا سے شفایاب ہوا۔ دوسرا صوبہ ولد لہنا المعروف صوبہ لنگا کانجن کی سزا میں گھمبیر ہو گیا۔ تو آپ کی خاک شفا سے ہی فیض یاب ہوا۔

(۴) آج کل بھی علاقہ کے زمینداروں کے ہاں گائیں ہوں بھینسیں ہوں۔ اُن کا سب سے پہلا دودھ ہمارے بزرگوں کے گھر پہنچاتے ہیں۔ کئی دفعہ میں نے خود پوچھا ہے۔ (حکیم بخاری) پہلا دودھ آپ کیوں دیتے ہیں۔ تو جواب میں کہتے ہیں "حضرت اگر آپ کو دودھ نہ پہنچائیں۔ تو ہمیں وہ مرد خدا (شاہ سمائل بخاری) آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا ہے۔ اور ہماری گائیں بھینسوں کے تھنوں میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ جب دودھ دے دیتے ہیں۔ تو پھر تمام زمانہ رضاعت کبھی کوئی تکلیف ہمارے چوپاؤں کے قریب بھی نہیں آتی ہے۔ یہ ہمارا تجربہ ہے۔

دربار شاہ سمائل میں کئی ایک مفید خلائق باتیں ہیں۔ آپ کا دربار باوقار کسی وقت بھی دعاگو سے خالی نہیں ہوا۔ اور مرجع عام و خاص ہے۔ آج بھی آپ کی کرامات زبان زد عوام و خاص ہیں۔

ماخوذ از تذکرۃ الابرار فی سلسلۃ الاشجار قلمی از حکیم عبدالواحد بخاری

حافظ نور اللہ

حضرت محمد حیات صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ علم و معرفت میں کامل تھے۔ اعلیٰ پایہ کے انشاپرداز تھے۔ انشاء نور اللہ آپ کی تصنیف ہمارے کتب خانہ میں موجود ہے۔ نوشاہی لکھتے ہیں۔

شیخ نور اللہ حافظ بے نظیر — بحر رحمت عالم و فاضل کبیر
ہست بیحد وصف آں عالی جناب — گشت نوشاہی از و نور کثیر

آپ نے دو صفر المظفر ۱۲۲۹ھ میں وفات پائی قطعہ ملاحظہ ہو۔

آفتاب یقیں شمس الدین — در سعادت چو سعد بو سعید
چو ز شدق فنا بغرب بقا — رفت تاریخ درست شیخ شہید ۱۲۲۹ھ

حافظ اعظم رح

صاحب زہد و حلم حافظ محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ مردے کمال بود۔ در علم و عمل گویند روزے بسرش درد بود۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ در عالم رؤیا دم نمود۔ از انبار گاہے سرش درد شدہ در سال یکہزار و دوصد وسی وچہار از ہجرت بود تاریخ وفات

ساکن مغفور بہشت است ۱۲۳۴ھ (سلسلۃ الاولیا)

سیّد محمد شاہ

سیّد محمد آمین کے صاحبزادے تھے۔ اور خلیفہ تھے۔ علم معرفت میں کمال رکھتے تھے۔ نوشاہی لکھتے ہیں۔

شیخ حضرت محمد شاہ کمال   حافظ علامہ و عارف کمال
در طریقت بود استاد عجیب   تاج نوشاہی ظِل لازوال

آپ نے شب سہ شنبہ ۲۳ محرم الحرام ۱۲۳۷ کو وفات پائی قطعہ یہ ہے

چو محمد شاہ شد از ماورا   مرحبا گفتند در جنت یا و
چو بجستم سال تاریخ دلی   گفت ہاتف ورد قرآن نقل او ۱۲۳۷ھ

مفتی محمد یونس

شادیوال کے خاندان مفتیاں کے مورث اعلیٰ مفتی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اپنے وقت کے جیّد عالم تھے۔ زیادہ تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

میاں احمد جی

صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

متمتع از فیض سروری حضرت میاں احمد علم ظاہری و باطنی داشت شاگرد حافظ محمد یونس مرحوم بود۔ بطریق سہروردی داشت وفاتش در سال یکہزار و دوصد چہل و نہ بود قبرش در شادیوال است جانب مغرب قطعہ از عظیم جو حکیم کشمیری ؎

چو جان پاک احمد جی رواں شد سوئے دار الخلد   بگفتا ناگہاں رضواں کہ رضی اللہ عن احمد
۱۲۴۹

حافظ غلام محمود

صالح لکھتے ہیں۔

وجود مسعود حافظ غلام محمود مشہور بہ اسم صاحبزادہ ولد حافظ محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ در ظاہر و باطن کامل مرید والد خود بود بمیر حیدر شاہ ٹالیاں والا نیز محبت داشت وفاتش شب آدینہ پنجم ماہ محرم در سال یکہزار و دوصد چہل و دو از ہجرت بود و حضرت جملہ شاہ وصاحبزادہ بیک شب وفات یافتند۔ قبرش در سموال است۔

سید جملہ شاہ

صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

کشور سخارا کشا صاحب خرقہ و کلاہ حافظ کلام اللہ سید جملہ شاہ علیہ الرحمۃ صاحب کرامات و یگانہ زمانہ خود از اہل مجرد و از حظ نفس بیری بود۔ طریق سہروردیہ داشت بچہار واسطہ بمخدوم عبدالکریم منگووالیہ می رسد چنانچہ وے مرید محمد فاضل است و او مرید میاں علی محمد و او مرید میاں ابراہیم و او مرید حافظ خلیل و او مرید مخدوم عبدالکریم وفاتش شب آدینہ پنجم محرم در سال یکہزار و دوصد چہل و دو بود۔ قبرش در خوبن متصل کنجاہ است۔ غلام قادر جلالپوری دو مادہ ہائے تاریخ وفات سید صاحب سخاوت ۱۲۴۲ھ و منظور الٰہی مے گوید ۱۲۴۲ھ

سیّد نور شاہ

صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔
اہل درد و ذوق و صاحب سوز و شوق عالیجاہ سیّد نور شاہ نور اللہ تربتہ عالم و زاہد و صاحب استغراق و کثیر البکا بود و فاتش در سال یکہزار و دو صد و چہل و دو از ہجرت قبر شش کیرانوالہ است۔ قطعہ از حافظ غلام محی الدین کنجاہی است۔

چراغ خانہ دیں نور شاہ روشن دل　　چو گشت جانش از صحن دنیوی بے قید
سنین حین رحیلش بگفت ملہم غیب　　کہ صد ز خلد بریں باد جا و دے جاوید　　۱۲۴۲ھ

مولوی محمد ابراہیم ادہم کنجاہی

والد کا نام مولوی محمد ادہم محمد صالح کنجاہی کے نانا بزرگوار تھے۔ مولوی صالح گجراتی کے مرید تھے۔ اپنے وقت کے جیّد عالم اور بہت بڑے بزرگ تھے۔ مولوی صالح لکھتے ہیں
زبدۃ الصلحا کامل الحیا مظہر صدق و یقین صاحب درد و دیں معدن اخلاق عمیم حضرت میاں شیخ محمد ابراہیم طیّب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ عالم و عامل و در زہد و تحمل رفیع الشان بود علم ظاہری از بسیار اساتذہ حاصل نمودہ بود۔ چنانچہ از خدمت حضرت میاں محمد مصطفیٰ کھسیالی والہ و حضرت مرزا مقصود بیگ دلانوالیہ و حضرت حافظ محمد یونس شاد یوالیہ و حضرت میاں محمد صالح گجراتی رحمۃ اللہ علیہ در علم باطنی مرید حضرت سید شاہ میر است و والد بزرگوار حضرت میاں محمد ادہم مرحوم مرید حضرت شاہ محمد غوث بود حسن صورت و سیرت داشت و یکتائے جہاں آرائے خواجہ ہر دو سرائے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم رؤیا شرف شدہ از کسے نرنجید و نہ کسے را رنجانیدہ مدح و ذم پیش وے یکساں بود صاحب درد بے ہمہ ہر کہ اسم مبارک سبحانہ وتعالیٰ بر زباں راندے یا کسے ابیات محققانہ خواندے در حال

از چشمانش اشک رواں شد سے جدی مادری و استاد پاک نہاد این خاک نژاد است وفاتش روز دوشنبہ بوقت ظہر بیست و نہ ماہ ربیع الآخر در سال یکہزار و دوصد و چہل و سہ از ہجرت بود۔ قبرش در کنجاہ پایاں مرقد حضرت پیر سبز غازی است رحمۃ اللہ علیہ قطعہ تاریخ وفات از میاں اللہ جوایا شوق سبادہ چکی۔

زدو شنبہ ربیع دومیں — بیست و نہ رفتہ بوقت پیشیں
شیخ فرخندہ سید ابراہیم — جان خود کردہ بایزد تسلیم
شوق بستہ کمر عزم درست — سال تاریخ وفاتش می جست
ہاتفے داد بشارت زاں سو — کان بفکر از طلب اندر تگ و پو
سال آں رخت کش خلوت عدن — دائما معتکف جنت عدن ۱۲۴۳ھ

قطعہ وفات مولوی ابراہیم کنجاہی از غلام محی الدین کنجاہی

ہیہات مات مولانا محمد ابراہیم — فجاء الہم علی ارواح عالم العمیم
خذ تاریخہ من ہذا الایۃ الکریم — اولئک المقربون فی جنات النعیم

آپ کی مدح میں صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

دمادم رحمت ایزد تعالےٰ — بود بر خاک پاک شیخ والا
کہ ہست آں خوابگاہ خوش حوالی — محمد شیخ ابراہیم عالی
چو شیخ فی طریق ذا تقویٰ — امام زمرۂ ارباب تقویٰ
بملک بردباری بادشاہے — بزہد و ورع عالی دستگاہے
اگرچہ وصف ادلیس دلپذیر است — ولے از شرح آں فکرم قصیر است
رموز فقر در ذاتش نہاں بود — لقائے خضر از رویش عیاں بود

ہزاراں رحمۃ اللہ بر روانش
درود حق بود بر پاک جانش

خواجہ عبدالرحیم

منگووال میں حضرت شاہ سیّد شریف کی اولاد سے تھے۔ خالصہ عہد حکومت میں بہت اقبال پایا۔ ان کا تمام خاندان نورٌ علی نور رہا۔ مولوی محمد صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

والا درگاہ سیادت پناہ دریائے ایقان اہل طریقت وعرفان صاحب الطاف عمیم حافظ سید عبدالرحیم نور اللہ مرقدہٗ در علم ظاہری و باطنی کمال بود۔ در توحید تقریر بہ بلند شان داشت حضرت نور اللہ شاہ را بادے اعتقاد تمام بود کہ بجائے پیر میدانستے مریدان وے بسیار بودند۔ اوّل اورا قادریہ بحضرت شاہ محمد بقا سندی رادی کوٹ والا داشت واز خواجہ محمد معصوم سرہندی واز حضرت حافظ غلام مرتضےٰ قصوری چشتیہ نیز داشت

وفاتش شب شنبہ یازدہم ربیع الآخر در سال یکہزار دوصد وچہل وپنج از ہجری بود۔ قبرش در منگووال است۔ قطعہ تاریخ ازمیاں اللہ جوایا شوق ساوہ چکی است۔

آں مولوی شاہ | دریائے الست
کوہ بود ابو العباد در کبنیت است
چوں جذبہ معدن حقیقی برسید
از سلک حجاز عقد الفت بگسست
تاریخ وصال ایں چنیں گوید شوق
گوہر زیبا بہ بحر سرمد پیوست
۱۲۴۵ھ

حضرت غلام غوث

آپ حضرت غلام مصطفےٰ صاحب کے صاحبزادے تھے۔ آپ ۱۲۴۵ھ کو پیدا ہوئے اپنے وقت کے متبحر عالم اور جید خطاط تھے۔ خط نسخ و نستعلیق دونوں میں مہارت رکھتے تھے۔ امیرانہ لباس پہنتے۔ لیکن دل میں فقراو علماء کی محبت تھی۔ قصیدہ بُردہ شریف اور دلائل الخیرات کے عامل تھے۔ بلالہ شریف میں بیعت ہوئی۔ ۱۱ر صفر ۱۳۰۲ کو فوت ہوئے۔ قطعہ تاریخ ۔

اے مجمع مروّت واے منبعِ کرم — اے معدن فتوت واے مخزن حکم
گفتند سال رحلت تو اے غیاث جم — الف و ثلثمائۃ و اثنین فوہم

آپ کا مزار موضع اعوان شریف میں ہے۔

حضرت غلام محمدؒ

حافظ محمدؒ محفوظ کے صاحبزادے تھے۔ تمام علوم ظاہری جو اس زمانہ میں مروّج تھے۔ اس پر حاوی تھے۔ آپ کی عمر کا اکثر حصّہ مجاہدات میں گزرا اعلیٰ درجہ کے خوش نویس تھے۔ آپ سے بکثرت خوارقِ عادات ظاہر ہوئیں۔ آپ کی وفات ۱۲۴۶ھ میں اعوان شریف میں ہوئی۔ قطعہ ملاحظہ ہو۔

میاں غلام محمد کہ بود کامل مرد — دہم ز ماہ رجب نقد زندگی بسپرد
زبس بہ خلق خدا راہ حق ہمے پیمود — خداش جائے بباغ ارم عطا فرمود ۱۲۴۶ھ

حافظ نصر اللہ

صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

برگزیدہ اہل اللہ حافظ نصر اللہ علیہ رحمۃ اللہ در علم ظاہری و باطنی تمتع داشت متقی و متورع زبان خود بود۔ مرید حضرت مرزا صاحب مرزا جانِ جاناں دہلوی است وفاتش در سال یکہزار و دوصد و چہل و ہشت از ہجرت بود۔ قبرش در جوڑہ است۔

قطعۂ تاریخ از غلام محی الدین کنجاہی۔

افسوس درد و حیف کزیں دیر ششجہات — رحلت نمود حافظ نصر اللہ نیک خو
ہاتف بگفت سال رحیلش بخاطرم — حافظ دوام باد قبول جناب او ۱۲۴۸ھ

محمد قاسم ابوالوفا

حضرت میاں محمد قاسم ابوالوفا نور اللہ مضجعہ عابد و زاہد و فقیہہ و شب خیز و طبیب کامل در زمان خود بود. شاگرد و مرید والد بزرگوار خود حضرت میاں محمد اسلم است. و وے مرید والد خود حضرت حافظ بڈھا است. و وے مرید والد خود حضرت حافظ امان اللہ است و وے مرید حضرت میاں مصطفےٰ لاہور است و وے مرید حضرت میاں جان محمد لاہوری است و وے مرید حضرت میاں وڈا صاحب است رحمۃ اللہ علیہم و بشاہ صاحب حافظ سید عبدالرحیم نیز اعتقاد کمال داشت دانا و شیریں زبان متکلم بود بخیر الکلام مائل و دل نیکو خود روشن رو پیوستہ بتبسم و از اقوال و افعال مالایعنی محترز کمال بود حضرت سید محمد لقا را با وے اعتقاد تمام بود. کہ بجائے پیر مید انستے پیر روشن ضمیر ابن فقیر است۔ وفاتش روز شنبہ وقت بامداد بیست و ہفتم از ماہ جمادی الآخری در سال یکہزار و دو صد و پنجاہ و دو ۱۲۵۲ھ از ہجرت بود. قبر آں صاحب در موضع گولیکی است۔ بطرف جنوب از گنجاہ در مدح او

از دل و جاں مدح کنم پیر خویش — پاک تن و پاک فن و پاک کیش
خواجہ عباد زہے پارسا — راہبر و راہبر و رہنما
زبدہ از زمرہ دیں پروراں — اہل دل و قدوۂ صاحبدلاں
کان وفا بحر صفا مقتدا — عین حیا فقر لقابش روا
چہل کشش و اہل ہیش نیک خو — نام خوش نام خوش و خوبرو
نام گرامی اش بدل کرد جا — شیخ محمد قاسم بجہر الوفا
بود مہتاب رخ بس جمیل — برحمۃ اللہ تعالےٰ جلیل
از دل و جانش شدہ صالح مرید — داغ غلامی بجبیں برکشید
ذاکر او ہست بصبح و مسا — دردو زباں دارد. ابوالوفا

قطعہ تاریخ وفات از میاں اللہ جوایا شوق سادہ چکی۔

ابو الوفا آں بعہدہ او فی ۔ ہادی کامل طریق ہدی
صبح گاہاں بادل جامع ۔ بست و ہفت از جمادی الاخرٰی
رخت رحلت زدار سفلی بست ۔ بتمنائے او شد اعلی
شوق سالش شمرد ہاتف گفت ۔ یا گرفتہ بجنت الماوی ۱۲۵۲

سیّد نور احمد

منگواں کے رہنے والے تھے۔ خواجہ عبدالرحیم کی اولاد میں سے تھے۔ بہت بڑے بزرگ تھے میاں محمد چھورانوالیہ نے قطعہ تاریخ لکھا۔

فغاں کہ افسر سادات سید نور احمد ۔ شدہ ز مردم گریاں چنا درون جناں
رسال فصل وے عقل سلیم گفت ایں سال ۔ چراغ بہشد بگوئش با چراغ جہاں
۱۲۵۳ ۱۲۵۳

سیّد حافظ الٰہی بخش

سید حافظ نور اللہ صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ اور خلیفہ تھے۔ نوشاہی لکھتے ہیں

شاہ الٰہی بخش حافظ خوبرو ۔ فاضل و کامل ماہر رس نیک خو
عین علم معرفت عین سخا ۔ ہست نوشاہی دلیل ذکر ہو

آپ کی وفات بروز شنبہ تیار تاریخ ۲ رمضان ۱۲۵۳ھ کو ہوئی قطعہ ملاحظہ ہو

غوث دوراں جناب الٰہی بخش ۔ وقت رحلت نمودند مصحف حرف
سال فوتش بگفت نوشاہی ۔ رفت اندر جناں سخی با شرف ۱۲۵۳ھ

سید محمد لقا اللہ

خواجہ عبدالرحیم کے صاحبزادے تھے۔ محمد صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

نیرِ اوجِ دین و ایمان بحرِ مواج یقین و عرفان دستگیرِ بے کساں حافظ قرآن صاحبِ صدق و صفا معرفت سید محمد لقا رحمۃ اللہ علیہ والعطا از علم ظاہر و باطن حظ وافر داشت۔ در صبر و شکر و زہد و توکل عالی شان بود گاہے گاہے بیک شب دو دو رکعت تمام قرآنِ مجید مے خواند۔ مستجاب الدعوات، صاحب الکرامات والمقامات ناصر الغریب قاتل الاعدا کامل الحیا، حسن الخلق، لطیف اللسان موافق اللہ مخالف الشیطان فرزند حافظ عبدالرحیم است۔ طریق نقشبندیہ از حضرت غلام شاہ داشت۔ و وے از والد خود حضرت غلام علی را ہی کوٹ دالا۔ و وے از حضرت شاہ محمد لقا سرہندی و طریق سہروردیہ از حضرت میاں محمد قاسم بوالوفا داشت و مے فرمود ہر چہ یافتم از برکت وے یافتم و نیز گویند اویسی است۔ از جناب غوث اعظم قدس اللہ سرہٗ و حضرت میاں صاحب قصوری وے را بایں القاب یاد می فرمود۔ سید محمد لقا تارک الدنیا ولی کامل مکمل فنا فی اللہ لقا باللہ و بایں گدا محمد صالح اخلاص میل خاطر داشت۔ کہ در تحریر نمی آید۔ الحمد للہ علی ذالک وفاتش روز شنبہ وقت صبح چہارم جمادی الاولیٰ در سال یکہزار و دو صد و پنجاہ و نہ از ہجرت قبرش بایاں قبر والد بزرگوار خود است۔

نظم

خواجہ در درج صدق و صفا — ماہ دری برج حلم و حیا
در دیانت زہے بلند مقام — شاہ عالی بکشور اسلام
خواستن کرد چوں بوقت دعا — می نطلبید جز خدا ز خدا
در دلش جز بغیر حق نیافتہ راہ — بجز از لا الٰہ الا اللہ
قول او فعل او ہم للہ — فانی از خویشتن لقا باللہ

برگزیدہ ز عاشقان خدا — یعنی آں پیشوائے سید لقا
در بہشت بریں بود شاداں — رحمۃ اللہ علیہ و الغفراں

قطعہ تاریخ وفات از میاں اللہ جوایا شوق۔

چارمی از جمادی الاوّل — روز شنبہ بوقت صبح و ماں
زخستہ برج عقل سید لقا — شد ازیں خاکداں تیرہ نہاں
سال تاریخ آں خجستہ خصال — دانی گوہر شرافت داں ۱۲۵۹ھ

از غلام محی الدین کنجاہی۔

ز وصف حضرت سید لقا چہ میگویم — کہ بود خصلت و خلق محمدی ذرّہ ہے
بگفت سال رحیلش چو جستم از ہاتف — بزارہ رحمت حق باد جاوداں در وے
دریغ حسرت و افسوس رفت زیں عالم — مہر سپہر ولایت جناب سید بقا
دل شکستہ من گفت سال تاریخش — ستون محکم اسلام او فتاد از پا ۱۲۵۹ھ

سید عباداللہ شاہ

خواجہ عبدالرحیم صاحب ساکن مگھوال کے فرزند ارجمند تھے۔ صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

پیر زمانہ در زمانہ خود یگانہ رفیع القدر عالی جاہ حضرت سید عباداللہ علیہ رحمۃ برادر کلاں سید محمد لقا است ارادہ بحضرت غلام شاہ دارد اما فیض از والد خود یافت۔ عالم و خلیق و حافظ و زاہد اہل حال و صاحب اقبال بود۔ در آں زماں باوے کسے درجہ مساوات نداشت۔ وفاتش روز سہ شنبہ ماہ ذی الحجہ در سال یکہزار و دوصد و شصت و شش از ہجرت بود قبرش نزد والد خود۔ قطعہ تاریخ وفات از حافظ غلام محی الدین کنجاہی ایں است

اہل دل سید عباد اللہ — بود خوش خو بشیب او شباب حبی

گفت تاریخ نقل او عقلم　　　　رُخ سادات وہم چراغ دینی
۱۲۶۶ھ　　۱۲۶۶ھ

از محمد بخش موہلہ والا۔

آہ افسوس شاہ سید عباد اللہ　　　　نقل کردند زیں فنا فی اللہ
سال خوش چراغ دیں بجو　　　　عالم از علم بود اہل اللہ
۱۲۶۶

غازی عبداللہ

حضرت اسد اللہ والغازی شیر خدا پیر شاہ قلندر غازی عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ حافظ محمد حفیظ کے دوسرے فرزند ارجمند تھے۔ آپ موضع ٹھٹھہ موسے میں پیدا ہوئے۔ آپ ہمائے اوج کبریا اور شہباز ہما اعلیٰ تھے۔ آپ کی تمام عمر مجاہدات شاقہ میں گزری۔ آپکی پیدائش کے وقت آپکے جدامجد حافظ محمد جمیل زندہ تھے۔ آپ سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ آپ علاقہ گکھڑی میرپور میں چلے گئے۔ وہیں وفات پائی۔ آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

میاں محمد صاحب مصنف سیف الملوک کے پیرومرشد تھے۔

شیخ ذاکر ولد شیخ سعدی

شیخ اللہ داد سری مدفون گندرہ قریشاں کی اولاد میں سے تھے۔ قاضی فضل حق وزیرآبادی ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

تارک الدنیا بود۔ اگرچہ در عہد بادشاہ گردی ہا در میرپور اقامت کردند ایام بدیں صبر و قناعت بسر می بردند۔ در بدایت حال خانہ مختصرے در گجرات جائے سکونت اہل و عیال خود نی داشتند۔ از تنگی مکان چارپائی ہا ہنگام روز در دہلیز خانہ خود می نہادند در ایام بادشاہ گردیہا فوج سنگھاں نہنگ مشرب در گجرات درود نمودند۔ و در شہر بحال

مردم دست درازی کردند یکے ازاں فریق چارپائی از دہلیز مبارک برداشتہ بردہ وآنحضرت بعجز وانکساری درباب واپس چارپائی درخواست کرد مؤثر نشد۔ آنحضرت بجلالت طبعی مصرعہ قصیدہ خمریہ برزبان آورد باشارت انگشت سرازتن سکھ حاملی چارپائی جدا ساختند چارپائی از دستش بیفتاد و ہمراہیاں او فراری شدند۔ وماجرا پیش رئیس قوم اظہار نمودند۔ رئیس مذکور با مجمع کثیر بوجوہ نذر ونیاز بطور شبگیر بخدمت حاضر بود عفو تقصیرات کنانید و درحق خود درخواست دعائے گذار۔

شیخ اللہ حاصلاں والہ کے رہنے والے تھے۔ بہت بڑے عالم دین اور عارف باللہ تھے۔ ان کی کرامات لوگوں کو زبانی یاد ہیں۔

پیر شیر غازی چکوڑی متصل کنجاہ کے بزرگ تھے۔ انہی کے نام سے اس گاؤں کا نام چکوڑی شیر غازی مشہور ہے۔

حافظ فتح اللہ ہنڈالہ کے رہنے والے تھے۔ مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

میاں نور جمال سید تھے۔ موضع نور جمال کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے بہت بڑے عارف اور بزرگ تھے۔ لوگوں کو آپ سے عقیدت تھی۔

سید محمد حسن سید محمد حسن بن خدا بخش ساہنپالوی فقیر کامل روحانیت میں حضرت نوشہ سے مستفیض تھے۔ روزینہ غیب میں ان کو روزانہ ایک جوڑا ملتا تھا۔ (شریف التواریخ شرافت)

حافظ سعد اللہ موضع ڈھلیان کے رہنے والے تھے۔ مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ مشہور ہے کہ اپنے وقت کے جید عالم اور کامل صوفی تھے۔

سید حافظ رحمۃ اللہ سید محمد امین کے صاحب زادے تھے۔ نیک اخلاق، صوفی مشرب اور اپنے وقت کے امام الاصفیاء تھے۔

سید غلام علی شاہ سید غلام علی شاہ بن سید قدم الدین شاہ صاحب جلالی بزرگ تھے۔ لوگ ان کی بددعا سے خائف رہتے تھے۔ اکثر لوگوں کو آپ کی دعا سے اولاد نصیب ہوئی۔

سید نظام الدین سید نظام الدین بن سید سبحان علی نوشاہی مدفون ساہنپال شریف صاحب کرامت و تصوف بزرگ تھے۔

میر شاہ حضرت میر شاہ علم ظاہری سے بالکل ناآشنا تھے۔ لیکن علم معرفت سے مالا مال تھے۔ کٹھالہ کے رہنے والے تھے۔ جلدی لکھن وال چلے گئے۔

سیّد محمد شاہ آپ کوٹ جوراں ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ حکیم احمد دین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ آپ ذکر نفی اثبات کر رہے تھے۔ کہ اپنے بدن کے جوڑ جوڑ علیحدہ ہو گئے۔ لوگ یہ واقعہ دیکھ کر ڈر گئے۔

حافظ شادی

ملتانی بزرگ تھے۔ خالصہ عہد میں قلعہ دار ضلع گجرات میں آئے۔ قریشی الاصل تھے۔ جناب بہاؤالدین ذکریا ملتانی کی اولاد سے تھے۔ ان کا مزار قلعہ دار میں موجود ہے۔ بڑے نیک پرہیز گار اور شب بیدار بزرگ تھے۔ ان کا اتقاء اور پرہیزگاری بہت مشہور ہے۔

مولوی صدر الدین

مولوی صدر الدین اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ مولوی محمد صالح گجراتی کے شاگرد تھے۔ قلعدار ضلع گجرات میں کچھ عرصہ رہے۔ بعد میں جہلم چلے گئے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ آپ کی اولاد سے جید عالم پیدا ہوئے۔ جن میں مولوی برہان الدین خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان کی وفات ۱۲۶۸ھ میں ہوئی۔ قطعہ تاریخ از غلام محی الدین کنجاہی۔

سال فوت جناب صدر الدین   یاد مرحوم رحمت رحمان ۱۲۶۸ھ

حافظ خان محمد

موضع قلعہ دار کے مشہور عالم دین تھے۔ قریشی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ قادری سلسلہ سے منسلک تھے۔ ۱۲۷۴ھ میں وفات پائی۔ ان کی بہت سی کرامات تذکرہ اسلاف و اخلاف میں درج ہیں۔

قطعہ تاریخ وفات حافظ خان محمد قلعہ داری از علامہ سید احمد ناظم

تخت نشین گشت بملک سرمد   شاہ دین مولانا خان محمد
در سیل خمیس دوم غرۂ شعبان   ہفتاد و چہار یک ہزار و دو صد

از مولوی جان محمد ساکن بیگووالہ

بود است مرد خان محمد قلعہ دار   درجمع فواضل کالشمس نورت
بابا یزید وقت و جنید زمان دلی   ہادی پیشوائی رہ دین آخرت
برداشت دل ز دار فنا سوئے آنجہاں   تابیارہ جملہ عالم با قلب فجرت
تاریخ سال وصل چو پرسیدم از خرد   با قلب سوز گفت ازی الشمس کورت
بار دگر بگوشش در آمد ندا از غیب   تاریخ او برآمد از دین آخرت ۱۲۷۴ھ
در دیں خوب لوح بحلو، حیات خویش   سال وفاتش، آمد از گنج آخرت ۱۲۷۴ھ

حافظ عبداللہ شاہ

آپ بمقام سیالکوٹ ۱۸۵۷ء کو پیدا ہوئے۔ جناب قاضی صاحب کے خلیفہ تھے۔ موضع بوکن ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ انیس سال علوم ظاہری کی تعلیم میں گزارے۔ مولوی علم الدین سیالکوٹی کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔

۱۸۸۴ء میں اپنے والد چراغ علی کی معیت میں جناب قاضی صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ چوراسی سال کی عمر میں ۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کو بدھ کے دن بمقام چک نمبر ۱۵ شمالی ضلع گجرات میں فوت ہوئے۔ بڑے زاہد و عابد تھے۔

مولوی شکر اللہ

صالح کنجاہی لکھتے ہیں۔

حضرت مولوی شکر اللہ علیہ الرحمۃ در علم و عمل بہرہ تمام داشت۔ کہ از یاد طالبان را تعلیم می کرد وفاتش در سال یکہزار و دو صد دہ بود۔ از ہجرت قبرش در چک عمر است قطعہ تاریخ از مولوی غلام محی الدین کنجاہی۔

بتاریخش از غیب آمد ندا	فرید شد شمس دین علا
بخوان باز تاریخ نقلش چنان	ابد باد خوش مسکن وے جنان ۱۲۸۰ھ

یہ بزرگ چک عمر کے بزرگ حضرت شیخ عبداللہ کے جد امجد تھے۔ شجرہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ شیخ عبداللہ بن صدر الدین بن حافظ محمد بن حافظ شکر اللہ۔ راقم کو آپ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

سیّد خان عالم

حضرت نور شاہ صاحب کے صاحبزادے تھے۔ اپنے وقت کے جید عالم اور بہت بڑے صوفی تھے۔ ۱۲۸۱ میں وفات پائی۔ مولوی جان محمد صاحب بگیو والیہ نے متعدد قطعات تاریخ لکھے۔

چوں کہ شد در خلد آں رحمت مآب — حور و غلماں کرد پابوسش شتاب
گفت رضواں کیست صاحب چیست سال — میر سید خان شاہ دادش جواب ۱۲۸۱

ایضاً

شاہ سوارے بلاد قرب خدا — بعد غیرش بپا پیادہ نوشت
آفتاب سپہر آل نبی — بادر کامل برج پاک سرشت
یعنی آں خان شاہ سید پاک — عالم و فاضل زہشت بہشت
کیستش بو خلیل و دین حیا — خامہ نقش بخوش کلام نوشت
مولد مسکنش بہ کیرا نوالی — ہائے درسش مثل بہشت بہشت
تاکہ می داشت بہرہ از جان پاک — جز عمل نیک ہیچ بغیر نہ کشت
سال تاریخ آں بنا ج الہ — گفت ہاتف سوار شد بہ بہشت ۱۲۸۱ھ

ایضاً

بود است سید خان محمد زیں سرائے — در نکر ہم شریعت ہادی و پیشوا
میبود بر زمانش عنقار صبح و شام — سال وفات از شد عنقار زیں ادا

محمد صالح کنجاہی

کنجاہ کے مشہور عارف باللہ عالم خطیب اور شاعر تھے سلسلہ نقشبندیہ

ہیں غلام محی الدین قصوری سہروردیہ میں خواجہ محمد قاسم ابوالوفا ساکن گولیکی اور خواجہ بقا باللہ ساکن منگوال کے مرید تھے ۱۲۰۷ھ میں وفات پائی۔

غلام محی الدین کنجاہی

محمد صالح کنجاہی کے صاحبزادے تھے خواجہ عبدالرسول قصوری کے مرید تھے۔ اپنے وقت کے عالم اور ماہر تاریخ گو تھے۔ مجمع التواریخ ان کی مشہور کتاب ہے۔ تفصیلی حالات مقالہ غلام محی الدین کنجاہ وفات ۱۲۸۴ھ میں ہوئی۔

تاریخ مولوی غلام محی الدین کنجاہی از شیخ عبداللہ ساکن عمرچک

۱۲۸۴ھ حافظ سالم کمال از دین　　آہ کہ آمادہ شد بخلد برین ۱۲۸۴ھ

۱۲۸۴ھ شیخ سال وصل گو بس زین　　آہ جان غلام محی الدین ۱۲۸۴ھ

سید حافظ فضل احمد

جناب سید حافظ الٰہی بخش صاحب کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ بہت بڑے عالم بھی تھے۔ آپ کی علمی تحریریں میری نظر سے گزری ہیں۔ نوشاہی لکھتے ہیں۔

شیخ فضل احمد مکرم عارفے　　عالم و حافظ بعرفاں واصلے

شد مجدد عصر خود عالی مقام　　علم نوشاہی از و شد کاملے

آپ نے ۱۳ ربیع الآخر ۱۲۸۶ھ کو وفات پائی قطعہ ملاحظہ ہو۔ از غلام سرور لاہوری ؎

فضل احمد بود چوں ہمنام احمد رخت از اں آخر　　بوقت فاتحہ در مجلس ختم الرسل احمد

چو جست از ساقی دل سرور سرمست تاریخش　　ندا شد یافت جام بیخودی جز دکل احمد

سیّد لکھن شاہ آپ بھی سیّد حافظ الٰہی بخش مظہرِ حق کے صاحبزادے تھے۔ درویش صفات تھے۔ موصوف صاحب کشف و کرامت تھے۔

غلام رسول

حضرت غلام رسول کے بڑے صاحبزادے تھے۔ علم ظاہری میں یگانہ تھے۔ عمر کا ایک حصہ مجاہدات میں گزرا۔ اعلیٰ درجہ کے خوش نویس خطّاط بھی تھے۔ آپ کی عمر کا ایک حصہ حالتِ جذب میں گزرا۔ حضرت قاضی سلطان محمود پر شفقت فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے ۲۸ جمادی الآخر ۱۲۸۶ھ کو بدھ کے دن وفات پائی قطعہ تاریخ ملاحظہ ہو۔

آنکہ بُد حضرت غلام رسول — تابعِ شرعِ احمدِ مقبول
از دل و جاں مطیع امرِ خدا — نور اللہ قبرہ دو سرا
مثل او نیست در جہان ثانی — روح اللہ روحہ سامی
شب آدینہ وقت بعد مسا — شد زدار الفنا بسوئے بقا
بست و ہشت از جمادی الثانی — کہ بفردوس رفت آں نامی
سال ترحیل آں گزیدہ بسر — بغفور است اے خجستہ سیر ۱۲۸۶ھ

آپ کا مزار مبارک موضع برنالہ قبرستان کلاں کے جانب شمال مغرب واقع ہے۔

غلام مصطفےٰ و غلام عبداللہ

یہ دونوں حضرات حضرت غلام رسول صاحب کے حقیقی بھائی تھے۔ اوّل الذکر حضرت قاضی سلطان محمود کے دادا تھے۔ آپ دونوں علوم ظاہری و باطنی سے حصّہ وافر رکھتے تھے۔ حضرت غلام مصطفےٰ صاحب ۲۸ محرم الحرام ۱۲۶۰ھ بمطابق ۱۸۴۳ء کو چاشت کے وقت فوت ہوئے۔ قطعہ تاریخ ملاحظہ ہو۔

حیذ صبح واجد رب فضل و کرم بود — کہف درا و غربا و کوہ سخا و جود

چو از غلام حضرت ہم اسم و اسم داشت   شیر عزیں زاد وصالش سبحانہٗ
۱۲۶۰ھ

الیضاً

رفت از جہاں غلام غلامان مصطفےٰ   در بست و ہشت ماہ محرم ازیں سرا
گویا فگند پردۂ ظلمت دریں جہاں   ہائے بغرب گشت بوقت ضحیٰ نہاں

چھوٹے بھائی عبداللہ ۱۲۸۹ھ میں فوت ہوئے۔ قطعہ ملاحظہ ہو۔

میاں عبداللہ کہ بود مرد خدا   کرد ترحیل زیں جہان فانی
سال تاریخ آں مبارک فال   بود دائم بذکر رحمانی ۱۲۸۹

دونوں بھائیوں کے مزار موضع اداں میں موجود ہیں۔

سید عبداللہ شاہ گجراتی

گجرات کے رہنے والے کامل صوفی تھے۔ ۱۲۹۲ھ کو فوت ہوئے۔ مولوی شیخ عبداللہ صاحب نے قطعہ تاریخ لکھا جس کے ہر مصرع سے تاریخ کامل ہے۔ ہر شعر کے بنقطہ الفاظ سے تاریخ ہے۔

جناب شاہ عبداللہ پیر و مرشد و ہادی   بجنت قریب جد امجد آمد عام در احسان
بطبع شیخ از سال وصال او جواب آمد   با اصحاب کرم آمد مطالب دو ارم شاداں

سید فضل شاہ

موضع چک عبدالخالق کے رہنے والے تھے۔ مولوی شیخ عبداللہ سے وشناسائی رہی۔ مولوی صاحب موصوف نے ایک طویل خط فارسی نظم میں انہیں لکھا جس میں ان کے اوصاف بیان کئے۔

جناب سبزہ باغ پیغمبر   جناب الا گلزار حیدر
زبزم مصطفےٰ تابندہ اختر   زبرج مرتضےٰ پاکیزہ گوہر

وجودش نور چشم بهشت و جا است | زبودش دیدهٔ زهره منوّر
وفا با ذات او پیچون گل و قند | حیا با جان او چون شیر و شکر
نجابت خانه زاد دود مانش | شرافت خانه زادش راست چاکر
بفضل شاه ایوان رسالت | به الطاف عباد الله یکسر
تو ایمن باشی و محفوظ و محفوظ | بمال و جال فرزند و برادر
پس از شوق ملاقات و مقالات | پس از عرض سلام پاک و اطهر
سلام غنچهٔ بستان الفت | سلام چون شمیم ورد احمر
سلام چون عتاب جهوشان خوش | سلام نے جواب نامه دلبر
سلام با پر پروانه همدوش | سلام با لب بلبل برابر
سلام رنگ او چون لاله گل | سلام بوئے او چون مشک عنبر
هویدا باد و پیدا بر ضمیرت | ضمیر پاک رشک بام خاور
سخن فهما بدست دوست قاصد | فرستادیم ما نامه مکرر
جواب خط ما بر رخ نوشتی | دریدی نامه چون بال کبوتر
به نقصان آمد از خط الفت تو | خط ما گشت گویا خط دلبر
همه از سستی و تعطیل و غفلت | شده آن کار معلوم از تواتر
برانم گر ترا افتد بمن کار | نتابم سر اگرچه می رود سر
تو از کار کسان فارغ نه باشی | که آری او بکار این محقر
زروی تا بمیر پور بل تا کهکشان | برائے انتظام کار دیگر
بفرمایم مرا ای سرو گل رنگ | اگر خواهی چو غنچه مشتے از زر
بپائے من خلیده سوزن غم | ترا مانند عیسی رخت بر خر
چو بلبل را بگل پرواست و پروانه | چه پروا سوختن از پروانه را پر

چو کافی عاقلاں را شد اشارت | چرا سازم سیاہ چوں خامہ دفتر
دیگر حب قدیمی رفت از یاد | چہ حاصل گر نشکایتہا کنم سر
دگر از تنگ ہم شکوہ دراز است | فرستیادش اگر باشد میسّر
عنان و باگ ڈور آرا نہ تقصیر | قفش را از میانہ چیک و گھنبر
کنوں تعمیل ہر یک خوب کردہ | جواب جملہ را بنویس خوشتر
نہ ہر پیغام را آری زیک گوش | بروں سازی ہمہ از گوش دیگر
الٰہی تا نہ ظلمت خانہ دہر | چراغ و شمع گشتہ از مہ و خور
رُخ احباب تو مہتاب انور | دل اعدائے تو پامال سمندر
سلام ما بہ شاہ سید احمد | بعالم شاہ و دیگر سید اکبر
عباد اللہ را سر بوس و دعوات | رسانیدن من داعی احقر

بابا نظام الدین

میاں نظام الدین طور شادیوال کے رہنے والے تھے۔ سید کرم شاہ نوری کنجاہی کے مرید تھے۔ اور ان کے مرید رشید کا نام خواجہ نور محمد مہاری چشتی نظامی ہے۔ ۵ رجب بروز جمعہ کو فوت ہوئے قطعہ تاریخ میاں غلام محمد نے لکھا ہے۔

دریغا ہوئے فوت قطب جہاں | عجب حسرت و درد و افسوس ہے
پھٹا سینہ غم سے ہوا چاک چاک | جہاں کی خوشی ہم سے نابود ہے
مکمل تھے وہ ایسے روشن ضمیر | کہ فیض ان کا عالم میں مشہور ہے
وہ حضرت ہے جس پہ راضی خدا | خدا اور رسول اس پہ خوشنود ہے
مریدانِ حضرت نہ ہوویں ملول | کہ اولاد ویسی ہی موجود ہے
رجب کی تھی پانچویں بروز جمعہ | چلے کوچ کو اب یہ مستور ہے

حضرت قاضی سلطان محمود

آپ ۱۲۵۶ھ کے قریب اعوان شریف میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حضرت غلام غوث تھا جن کا ذکر اوپر درج کر دیا گیا ہے۔ ابتدائی تعلیم اور فن خطاطی اور خوش نویسی والد بزرگوار سے حاصل کیا۔ ظاہری علوم کے لئے کئی ایک درسگاہوں سے فیض یاب ہوئے جن میں سے حاجیوالہ، ملکہ، چھنی ضلع گجرات کھائی میں مولوی نور احمد۔ تھوا محرم خاں، غور عشی شمس آباد پشاور میں تحصیل علم کے لئے پہنچے۔ شرح ملا تک کتابیں علامہ سید احمد ناظم ساکن شادیوال سے پڑھیں۔ پچیس چھبیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ علم منطق و فلسفہ پر خاص عبور تھا۔ تعلیم باطنی میں حضرت اخوند کے دست حق پرست پر بیعت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ان اور بزرگوں سے بھی مستفیض ہوئے۔ علم کشف بہت زیادہ تھا۔ آپ نے یکم شعبان ۱۳۲۷ھ مئی ۱۹۱۹ء بروز جمعہ وفات پائی۔ قطعہ تاریخ۔

چوں مرشد ما و عاشق رب ودود　　شد واصل حق ز دہر قاضی بدرود
بر لوح مزار بہر سال تاریخ　　کافی است قبرگاہ قاضی محمود ۱۳۲۷ھ

اس کے علاوہ قبلہ قاضی سلطان محمود "کل نفس ذائقۃ الموت" میں مادہ ملے ہوئے تاریخ ہے۔ آپ کا مزار پر انوار اعوان شریف میں موجود ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن دیوبندی ساکن پنڈی مرہان نے آپ کا مرثیہ عربی میں لکھا۔ اس میں آپ کے کمالات کا ذکر ہے۔ یہاں بعینہ درج کیا جاتا ہے۔

فمالی اری عالما فی الامان　　بجزع وفزع بکل المکان
علی اہل ارض انت غاشیہ　　وصارت سماء وردۃ کالدہان
علی اہل ارض لباس الحداد　　واہل السماء بکوا کالمرثان
فکاء السماء لفقد الست　　لباس السواد لفجع لغان
وزلزلت الارض زلزالہا　　فکاد تموج لوجہ ارجہان

فناع لغی لعی سلطانہا — حمید الشمائل شیخ الزمان
بدا الصبح من وجہہ اذ طلع — باوقات ارشادہ باللسان
بحار المعارف من فیضہ — وسعن مطالب سطری بیان
یعجز الدھور بامثالہ — علی مثلہ ضل عنہا الجنان
قد اغتسل ھزۃ کل یوم — شتا وصیفا وفی کل شان
یجاھد فی اللہ حق الجہاد — بلیل لیختم کل القرآن
اکشف القلوب وکشف القبور — باولی توجہہ بانتبان
لھندٌ تقص صفائرھا — علی لعلہا تغسل للرفان
حفیف جناح ملائکت — علی حول لعشک یبکی الاوان
باتی الاکف اھالو التراب — علیک اذا دخلوک الکنان
ومن قبل دفنک لم احسب — بان البدور تغیب الاوان
لقد کان فی کل اخلاقہ — مثیل الحبیب جنید الزمان
کان الجمیع من الاولیا — لذا قد اتی بعدھم فی الاوان
فان الولاتہ تمت بہ — کختم الرسالۃ آخر زمان
بشعبان وقت ضحی جمعۃ — باول ارخ الی اللہ جان
لقد فاز فوزا عظیما یقول — ابوالفیض فی حول غوث الاوان

حضرت محبوب عالم سیدوی

آپ سیدا شریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے تحصیل علوم دین کے بعد مدرسہ اسلامیہ کرنال میں ملازم ہو گئے۔ وہاں حضرت توکل شاہ انبالوی

سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد ان کے حلقہ ارادت میں آگئے۔ اور ان کے اکابر خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ ۲۱ ر رمضان ۱۳۳۵ھ میں وفات پائی۔ مزار پرانوار سیدا شریف میں ہے۔ مولوی سلام اللہ شائق نے قطعہ لکھا۔

چوں جناب مولوی محبوب عالم زندہ دل	شد روانہ جانب فردوس روحش شاد باد
عالم و فاضل فقیہہ و بے بدل مدنی منش	عابد و زاہد شریف و پارسا نیکو نہاد
بر مزارش ابر رحمت روز و شب باشند نزول	می کنم ہر دم دعا از حضرت رب العباد
از ہزارہ مولوی صاحب چراغدین نوشت	جانب شائق کہ گوید سال آں عالی نژاد
از سر اندیشہ از افسوس گفتہ سال او	مولوی محبوب عالم در بہشت عدن باد ۱۳۳۵ھ

محمد اکبر شاہ

پیر محمد اکبر شاہ حسینی موضع بھاگو ضلع گجرات کے بزرگ تھے علوم دین سے بہرہ ور تھے۔

محمد چراغ

والد کا نام پیر محمد عالم نقشبندی مجددی تھا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب مسند آرائے گولڑہ شریف کے مرید تھے۔ اپنے وقت کے جید عالم اور نغز گو شاعر تھے۔ ۱۹۱۸ء کو فوت ہوئے۔ مولوی سلام اللہ شائق ساکن چک عمر نے قطعہ لکھا۔

چراغ خاندان عباس گل شد	پناہ ہے بود بہر اہل رحمت
پئے تاریخ وفاتش گفت شائق	بگو ہے ہے چراغ اہل رحمت ۱۹۱۸ء

پیر غلام سرور شاہ

پیر محمد چراغ ساکن چکوڑی کے صاحبزادے تھے حضرت مہر علی شاہ گولڑوی کے مرید تھے۔ زہد و عبادت میں مشغول رہتے۔ ایک مدت تک جذب

ہیں رہے۔ فارسی اور اُردو میں شعر کہتے تھے۔ ۱۳۷۱ مطابق ۱۹۵۲ء کو فوت ہوئے قبر مبارک چکوڑی بھیلووال میں ہے۔ راقم نے قطعہ تاریخ لکھا۔

دریغ از جور و قہر آسمانی — خزاں آمد بباغ شادمانی
ز دنیا سوئے عقبیٰ شد روانہ — جنید وقت و ابدال زمانہ
شہنشاہِ جہان پارسائی — امیر کشور عقدہ کشائی
بمیدانِ طریقت شہسوارے — در اقلیم شریعت تاجدارے
امام پیشوائے سالکاں بود — تکلف برطرف قطب زماں بود
خزاں آمد بباغ کامرانی — پریشان شاخ طاز ناز گانی
ز فرط درد و رنج ارتحالش — بفکرم آمدہ بس با دسالش
کہ احمد چوں زہاتف یک نشاں جست — غلام سرور عالی قدر گفت ۱۹۵۲ء
خدا بر مرقدش بارانِ رحمت — ببارد روز و شب بز تاقیامت

غلام محی الدین موضع چوہدووال کے رہنے والے تھے حضرت مہر علیشاہ صاحب ساکن گولڑہ شریف کے مرید صادق تھے۔ حضرت پیر صاحب کو ان سے خاص الفت تھی۔

پیر سلطان احمد عباسی الہاشمی چشتی النظامی پیر سلطان احمد صاحب چوہدووال کے رہنے والے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے مرید خاص و صادق تھے۔

سائیں کرم الٰہی مجذوب والد کا نام میاں غلام محمد ساکن گجرات۔ آپ

صاحبزادہ محمد امین

آپ حافظ نور الدین صاحب ساکن چکوڑی بھیلووال کے اکلوتے صاحبزادے تھے حضرت سیالوی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ تھے چشتی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اپنے والد بزرگوار سے تحصیل علوم دین کے بعد صوفیانہ مشرب اختیار کر لیا۔ ۱۳۲۵ھ کو بمقام چکوڑی بھیلوال (شریف) لاولد فوت ہوئے۔ مولوی نور الدین انور ساکن ہریہ والہ نے قطعہ تاریخ لکھا۔

ہر کسے از ہر درے با درد دل نالاں رسید ۔۔۔ شور و غل ایوان خاکی تا لب کیواں رسید
کور شد زیں حادثہ چرخ کہن ہم نیلگوں ۔۔۔ مایہ تکویر تاں ہم اختر تاباں رسید
زیں جہاں پیر طریقت کردہ است عزم سفر ۔۔۔ حسرتا و احسرتا ایں درد بے درماں رسید
در طریق حق چہ چشتی بے نظیر و بے بدل ۔۔۔ ما بغم ماندیم او در منزلش شاداں رسید
اے مریداں در فراقش جامہ ہا کردند چاک ۔۔۔ ہر کہ آمد در چکوڑی خستہ و حیراں رسید
شور لبیک از صف روحانیاں پیہم شنید ۔۔۔ چو ز دنیائے دنی در منزل جاناں رسید
عقل در سال لش و فاتش او سر ہوش ایں بگفت ۔۔۔ جبرائیل از طاق گردوں طرقوا گویاں رسید
۱۳۲۵

ایضاً

ہمیں عابدے بے ریا حق پرست ۔۔۔ ملک سیرت و آدمی پوست بود
خرد سال رحلت بگوشم بگفت ۔۔۔ محمد امین ہم خدا دوست بود ۱۳۲۵
چو پیر طریقت بحکم خدا ۔۔۔ یکایک ز ادج چکوڑی نہفت
پئے سال تاریخ ہاتف ز غیب ۔۔۔ محمد امین زینت الخلد گفت ۱۳۲۵

سیّد بہار شاہ

بوہر متصل لالہ موسیٰ کے رہنے والے تھے۔ ۱۳۳۲ھ میں فوت ہوئے سلام اللہ شائق نے قطعہ لکھا۔

جائے سیّد بہار شاہ شریف — گل گلزار صاحب لولاک
گلبن گلستان مرتضوی — در سخاوکرم بسے چالاک
مصدر فیض و منبع احسان — پاک بوداست از خس وخاشاک
میل دنیا نداشتے در دل — بود از حسد و بخل سینہ پاک
بازوے دست سیّد سردار — شد بریدہ ز خنجر افلاک
برزمین او فتاد نخل مراد — برگ میوہ شدہ ز صرصر پاک
چشم احباب دمبدم جاریست — شد دل از مرگ او مصیبت ناک
تیرہ گوں شد تمام روئے زمین — شور و غوغا گذشت از افلاک
ناگہاں کرد جائے عزم سفر — اطلاع شد بے دل چاک
ہائے باد بہار آخر شد — گفت تاریخ شائق غمناک

سیّد حاکم شاہ

مولانا سیّد حاکم شاہ صاحب چشتی نظامی، نقشبندی، مجدّدی ڈرابچالوالہ میں سجادہ نشین تھے۔ حضرت پیر حیدر شاہ صاحب جلالپوری کے خلیفہ تھے۔ مولوی سلام اللہ صاحب ان کی مدح میں لکھتے ہیں۔

گلبن باغ رسولی سرو بستان علی — جانشین خاص حضرت حیدر مشکل کشا
مصدر فیضان حق آمد وجود پاک او — ناقصاں را پیر کامل کاملاں را مقتدا

صاحب کشف و کرامت عارف اسرار ہو — آمدہ درگاہ پاکش مہبط نورِ خدا
ہر کہ بلیند روئے پاکش یابد از غمہا نجات — زانکہ آمد روئے پاکش شرح لفظ والضحیٰ
ہر یکے انگشت دستش آمدہ مفتاح باب — دست بردارد چو ہنگام مصیبت در دعا
ہیچ گاہ خالی نرفتہ از در او سائلے — می دہد از بہر ہر یک آنچہ دارد بے ریا
حلقہ مسترشدیں در مجلسِ عالی جناب — می شود افزوں ز مور و مرغ و صبح و مسا
نیست جائز نام پاکش بر زباں آورد حتم — گر دہن سازد وضو از چشمۂ آب بقا
قطب عالم غوث عالم ناز چشت و نقشبند — وارث حضرت مجدد سر نشینِ اولیا
مجمع بحرین آمد سینہ بے کینہ اش — نقشبندی نیز چشتی مسلک آں رہنما
مظہر فیض رسولی منبع رحمت بداں — دمبدم جاری زبانش خاص در حمد و ثنا
چونکہ فرماید نوازشہائے بحال مخلصاں — دارد از لطف عمیمش التجا ایں بینوا
یا الٰہی از کرامتہائے ذات پاک او — بر سرِ ما تا قیامت باد ظلِ آں ہما
گلشن اولاد احفادش ہمہ سرسبز باد — از خدائے روز و شب ایں ہمے خواہم دعا
در دو عالم یا الٰہی حب پاک اہل بیت — ہمچو جان در جسم بندہ باد تا روز جزا
روز محشر اے خداوند زمین و آسماں — کلفت خجلت نہ بیند شائق مسکین گدا
دارم امید اجابت از منور لایزال — ایں دعاہا از طفیل شافعِ روز جزا

سید جوایا شاہ

سید جوایا شاہ کلیوال سیداں کے رہنے والے تھے۔ مولوی سلام اللہ شائق کو آپ سے عقیدت تھی۔ ان کو خط لکھا۔

شاہ صاحب جی میری ہے التجا — نام حق کے حق سے مجھ کو بخشوا
علم و دولت ہو مجھے جلدی نصیب — اور زیارت مصطفےٰ بھی عنقریب

در تیرے پر آ کھڑا ہے یہ غلام   غرض کرتا ہے یہی بس والسلام

یہ اشعار ۱۹۰۶ء میں لکھے گئے۔ آپ کی وفات ۲۲ ۱۳ھ کو ہوئی۔ تو آپ نے قطعہ لکھا۔

حق طلب حضرت جوایا شاہ   عارف وپاکباز رحمت حق

گفت شائق ایں مصرع تاریخ   مست رو السنت ہادی حق ۱۳۳۲

آپ کا روضہ بمقام بوسال موجود ہے۔

سید حامد شاہ

سید حاکم شاہ کے صاحبزادے ہمہ صفت موصوف تھے۔ آپ نے سید حاکم شاہ صاحب کی سوانح عمری ۱۳۴۲ھ میں لکھی شائق نے قطعہ لکھا۔

چوں جناب سید حامد شاہ فرخندہ لقا   منبع صدق و مروت معدن حلم و حیاء

سر بسر حالات حضرت والا امجد شریف   سید حاکم شاہ صاحب قبلہ گاہ اصفیا

اشرف السادات آمد فخر قبلہ خاندان   شمع ایوان رسالت سرو باغ مصطفٰے

کرد تسوید از وے تفریح طبع دوستاں   نسخہ مطبوع و پاکیزہ بطرزِ دلربا

سال تصنیف کتابش شائق فرماں پذیر   گفت گو حالات پیر نقشبندی باصفا
۱۳۴۲

نور الدین گنجوی

حافظ نور الدین بن حافظ غم بخش قادری نوشاہی ساکن گنجہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ بموجب مؤلف ناظم کتاب خزینۃ الفقر ۱۳۵۲ کو فوت ہوئے۔

مولوی ابراہیم قادری

موضع ڈڑوہ کے رہنے والے تھے۔ فرقہ نوشاہیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ والد کا نام مولوی حافظ محمد رمضان تھا۔ ۱۳۶۸ھ میں مسجد میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ راقم احمد حسین نے قطعہ لکھا۔

ہاں ببیں چارہ ساز رنج حکیم — ایں چہ رنج اندر است طبع سلیم
چیست دردے کہ برد لطف و قرار — شاید از ماہ دان شدہ است ندیم
ہاں رواں شد زما کنوں مردے — کہ از مرگش دل جہاں دو نیم
زاہد و عابد و ستودہ خصال — رونق جاہ خاندان قدیم
نیک خو نیک مرد خوش گفتار — پاک طینت محمد ابراہیم
آنکہ از حق خلق پاکیزہ از حسن خلق — داد اہلِ جہاں را تنظیم
داشتے وقت گفتگو شاید — در دلاں موج کوثر و تسنیم
آہ بود اندریں جہاں مردے — کہ بجستن مثال اوست عدیم
عمر او شد بسر بدرویشی — گرچہ میداشت عزت و تکریم
داشت در فقر خود بعزت جاہ — فر شاہنشہیت بہ زیر گلیم
دامن او پُر از خزینہ غیب — جیب او گر تہی بد از زر و سیم
خبر مرگش بگوش عالم رفت — لرزہ آمد بہ تخت عرش عظیم
ہر یکے گفت درد و حیف دریغ — رفت از دہر رونق اقلیم
حال زار غلام جیلانی مثال اوست — کس نہ فہمد کہ برتر است فہیم
سال فوتش بگفت ہاتف غیب — رفت زیں جائے محمد ابراہیم

۱۳۶۸ھ

محبوب عالم چھاپانوالی کے رہنے والے تھے۔ سجادہ نشین تھے۔

غلام محی الدین جلالپوری آپ جلال پور جٹاں کے رہنے والے تھے۔ بلند پایہ قسم کے قادری مشرب صاحب حال بزرگ تھے۔ حضرت قاضی صاحب کے دل و جان سے مداح تھے۔ ۲۹ جولائی ۱۹۵۲ء کو فوت ہوئے۔ ان کے علاوہ حضرت قاضی سلطان محمود صاحب کے اور بھی قابلِ قدر خلفاء تھے۔

پیر خادم حسین ملکھووال کے رہنے والے تھے۔ حضرت قاضی صاحب کے خلیفہ تھے۔

مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی

آپ سید علی محمد شاہ صاحب نیک اختر کے فرزند ارجمند تھے۔ ۱۳۰۷ھ کو پیدا ہوئے۔ علم و فضل اور معرفت کے باب میں اپنے بزرگوں کی نشانی تھے۔ فارسی اردو و پنجابی میں شعر کہتے تھے۔ اور بڑے پرگو شاعر تھے۔ تاریخ گوئی میں خاص دسترس تھی۔ آپ کے دس عدد ضخیم بیاض ہم نے خود دیکھے ہیں۔ جو سید شریف احمد صاحب شرافت کے پاس موجود ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ نہایت پاکباز بزرگ تھے۔ آپ کے مفصل حالات سید شریف احمد صاحب شرافت نے ذکر نوشاہی کے نام سے شائع کر دیئے ہیں۔ آپ نے ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۴ھ کو وفات پائی۔ راقم احمد حسین احمد نے متعدد قطعات تاریخہائے وفات لکھے۔ سیدی غلام مصطفیٰ بھی مادہ تاریخ ہے

قطعہ ملاحظہ ہو۔

غلام مصطفٰے نوشاہ ثانی | کہ بود اندر جہاں مرد یگانہ
زبزم دوستاں چوں ناگہانی | یکایک سوئے عقبیٰ شد روانہ
بگوشم ہاتف غیبی ندا زد | بگو اندر کمالش والہانہ
بہجری شمع فضل دین سالش | دگر نیکو سیر غوث زمانہ ۱۹۶۵ء

مولوی حبیب اللہ

مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسر کے رہنے والے تھے۔ زمیندارہ ہائی سکول میں مدرس رہے۔ ایم۔اے ریاضی تک تعلیم تھی۔ اس ملازمت میں آپ کی عارفانہ زندگی لوگوں کے لئے لاجواب نمونہ تھی۔ آپ علوم اسلامی سے مکمل طور پر بہرہ ور تھے۔ حضرت محبوب عالم صاحب علیہ رحمت ساکن سید اشریف کے دست حق پرست پر بیعت کر کے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ میں شامل ہو گئے۔ اور مجدد کے مقام تک پہنچے۔ آپ کے کمالات و خرق عادات و کرامات کا تذکرہ نہایت وسیع ہے۔

راقم الحروف قریشی احمد حسین احمد نے خود متعدد کرامات و کمالات دیکھ کر حلقہ ارادت مندوں میں شامل ہونے کی آرزو کی۔ اور آپ نے نہایت شفقت مہربانی سے اپنے خادموں میں شمار کر لیا۔ ہیچمدان کی تمام زندگی آپ کی نظر پُر فیضان کا نتیجہ ہے۔ آپ کے کمالات لکھنے سے میرا قلم قاصر ہے۔ آپ نے اکتوبر سنہ ۱۹۶۲ء بمطابق ۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۲ھ کو وفات پائی۔ اور گجرات میں مدفون ہوئے۔ قطعہ تاریخ راقم نے لکھا۔

قد ارتحل الحبیب الی حبیب | امیر القوم فی القوم النجیب
فقال بموت بازغہ عام وصل | لقد وصل الحبیب الی الحبیب

آپ کا سلسلہ بیعت راقم نے اس طرح تحریر کیا۔ اور بزرگان نقشبندیہ سے استمداد

چاہیے ہے۔

الٰہی بیکسم بس حال زارم	تباہ حالم پریشاں روزگارم
نمے بینم بعالم شادمانی	پریشاں شد بہار زندگانی
بدرگاہت بیارم ایں دعائے	ز قعر دل بحسرت التجائے
بحق اولیائے نقشبندی	مرادہ در دو عالم سربلندی
پئے شاں مشکلم آسان گرداں	مراد دل نشاط جاں گرداں
خداوندا بذات کبریائی	بحق اوج شان مصطفائی
بحق حضرت بوبکر صدیق	بہ سلماں پارسی از روئے تحقیق
بحق آں امام شاہ قاسم	بحق جعفر صادق مجسم
بحق بایزید آں پیر بسطام	بحق بوالحسن خواجہ نیکو نام
بحق خواجہ قاسم گورگانی	بحق بوعلی غم خوار جانی
بحق خواجہ یوسف پیر ہمداں	بحق عبدخالق شاہ دوراں
بحق خواجہ عارف شاہ عرفاں	بحق خواجہ محمود دوراں
بحق شاہ علی رامتینی	بحق بابا سماسی یقینی
بحق شاہ کلال ماامیرے	بہاؤالدین شہ گردوں سریرے
بحق شاہ علاؤالدین نامی	پئے یعقوب چرخیؒ گرامی
بحق شاہ عبیداللہ احرار	بحق خواجہ زاہد درشاہوار
بحق خواجہ درویش محمد	بحق خواجہ املنگی مجدد
بحق باقی باللہ پارسائے	بحق شیخ احمد رہنمائے
بحق خواجہ معصوم نامی	بحق خواجہ سیف الدین گرامی
بحق خواجہ عابد نقشبندی	بحق خواجہ محسن دلپسندے

بحق خواجۂ نور محمد — بحق جان جاناں پیر امجد
بحق آں غلام شاہ علی شاہ — بحق بوسعید آں صاحب جاہ
بحق شاہ شریف عالی مقامے — بحق خواجہ محمود نامے
بحق خواجہ محبوب عالم — بحق شاہ حبیب اللہ عالم
بحق حسن یوسف اتقائے — معلیٰ مرشدے عالی لقائے
نظر بر احمد خستہ دروں کن — بحال زار دا بتر سرنگوں کن
الٰہی عاقبت محمود گرداں — حیات دو جہاں مسعود گرداں
الٰہی دولت ایماں عطا کن — بما الطاف و رحمت بے بہا کن
باحمد ذوق و شوقِ زندگی دہ — متاع و دولت تابندگی دہ

ان دنوں آستانہ عالیہ جس پر پیر صاحبزادہ محمد یوسف فرزند ارجمند حضرت حبیب اللہ صاحب مسند نشین ہیں۔ اور بندہ احمد حسین احمد کے لئے فیوض و برکات کے دریائے رحمت کھلے ہیں۔

قاضی عبدالحق

جلالپور جٹاں کے بزرگ تھے۔ قادری سلسلہ میں منسلک تھے۔ ۱۲۸۰ھ میں وفات پائی۔ گجرات کے مشہور صنعت کار جناب صدیق ظفر نے ان کا شاندار روضہ بنوا دیا ہے۔ اور ہر سال عرس کا انتظام بھی کیا ہے۔ حافظ آفتاب درانی نے طویل مرثیہ لکھا ہے۔ قطعہ تاریخ ملاحظہ ہو۔

شد جدا از ما ولی پاک آہ — در جوار رحمت یزداں مکین

آپ کی مدح میں صدیق ظفر کے اہتمام سے کافی قطعات لکھے گئے۔ جو ظفر صاحب نے گلہائے عقیدت کے نام سے شائع کرا دیئے ہیں۔

قاضی محبوب عالم

حضرت قاضی سلطان محمود صاحب کے چھوٹے بھائی محمد مسعود کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۳۰۹ھ کو بمقام اعوان شریف میں ہوئی۔ آپ کی والدہ شیر خوردگی میں فوت ہوگئیں۔ لہٰذا ان کی پرورش قاضی سلطان محمود صاحب کی اہلیہ محترمہ کے ہاں ہوئی قاضی صاحب موصوف نے اپنے بچوں کی طرح پرورش کی۔ اپنی ران پہ سلایا کرتے تھے۔ درس میں مثنوی مولانا روم کی تعلیم دی۔ آپ علم و حکمت اور حسنِ اخلاق کی تمام خوبیوں سے آراستہ ہیں۔ اور بزرگان سلف کی یادگار ہیں۔ راقم پر خاص طور پہ شفقت فرماتے ہیں

سخن ہدیہ آرم بہ محبوب عالم — مگر لطف و بخشش بیانہ بحالم
چنین نوازہ مہر محمود ما ہے — بیادش بود نغمہ ہائے خیالم

سیّد شریف احمد شرافت

اعلیٰ حضرت غلام مصطفیٰ نوشاہی کے صاحبزادے ہیں۔ بڑے خلیق مہربان ملنسار اور مرنجاں مرنج قسم کے انسان ہیں۔ خلق و مروّت سے بزرگانہ شان نمایاں ہے۔ علم و فضل کے بحر بیکراں ہیں۔ ڈیڑھ سو کے قریب علمی کتابوں کے مصنّف ہیں۔ جن میں سے شریف التواریخ۔ تاریخ عباسی وغیرہ معرکہ کی چیزیں ہیں۔ راقم الحروف احمد حسین احمد کے نہایت مہربان شفیق اور مخلص دوست ہیں۔ اللہ میاں ان کا سایہ عاطفت ہمیشہ رکھے۔ بزرگوں کی نشانی ہیں۔

آخر میں خاندان نوشاہیہ کا سلسلہ بیعت یہاں درج کیا جاتا ہے جو مولوی عبدالحق ساکن ہرلانوالی نے نظم کیا۔

الٰہی انت ربی ذو تعالی — رحیمٌ قادرٌ مولی الموالی

پیر ولایت شاہ صاحب

آپ رانیوال کے سیّد خاندان سے ہیں۔ ابتدائی تعلیم گجرات میں مسجد جلال شاہ میں پائی۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔ چالیس سال سے درس حفظ قرآن جاری کر رکھا ہے۔ جس کا خرچ اپنی جیب سے برداشت کرتے ہیں۔ نہایت پاکیزہ صفات بزرگ ہیں۔ زاہد، اطاعت گزار ہیں۔ آپ کے صاحبزادے تمام کے تمام حافظ اور عالمان دین ہیں۔ جن میں سے صاحبزادہ محمود شاہ صاحب، سیّد حامد شاہ صاحب اور سیّد احمد شاہ صاحب خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ عالم بھی اور زاہد بھی۔ تمام خاندان تبلیغ اسلام کے لئے کوشاں ہے۔

پیر ولایت شاہ صاحب حال ہی میں ۳۱ جولائی ۱۹۷۱ء (۱۳۹۱ھ) کو بروز جمعہ بوقت عین نماز جمعہ نماز کی حالت میں فوت ہوئے ہیں۔ جنازہ میں بہت زیادہ ہجوم تھا۔ راقم نے نماز جنازہ میں حاضری دی۔ اخی المکرم کیپٹن محمد رمضان تبسم قریشی نے قطعہ تاریخ لکھا ہے

چوں گزشتہ روح صوفی از فنا ۔۔۔ بر در جنت بدیدہ اولیاء

مرحبا گفتند واستقبال کرد ۔۔۔ متقی سیّد ولایت شاہ بیا ۱۳۹۱ھ

مولوی نعمت اللہ

موضع چھنہ کے رہنے والے ہیں۔ درس نظامیہ کے فارغ التحصیل ہیں آج کل لالہ موسیٰ میں تعلیم کے لئے ایک شاندار جامع مسجد تعمیر کرائی۔ اور اس میں رشد و ہدایت کی تبلیغ میں کوشاں ہے۔ آپ کے علم معرفت کا فیضان دور دور تک پھیل رہا ہے عملیات کے ماہر ہیں۔

قدیم قادر بَرٌ رؤف ربٌ — معین للعباد بکل حالی
وصلی اللہ علی نبیہ خیر خلق — بنورہ یہتدی اہل الضلالی
علی خلفائہ والصحب اجمع — واہل البیت کانوا خیر آلی
صلوٰۃ دائماً وسلام ادنی — علی ازواجہم باالاتصالی
بحرمت فضل مولانا علی — ولیک ذی المناقب المعالی
ومولانا حسن بصری سعید — لاہل الہجر احسن ذوالوصالی
واہل الکرم کان ابو محمد — حبیب بالریاضۃ لامثالی
وقدوۃ اولیا داؤد طائیؒ — نصیر اللہ اشرف بالمقالی
ابی المحفوظ ہو معروف کرخی — فناء بالبقا فی ارتجالی
سَری السقطی العالی علی — عظیم الخلق فی خیر الخصالی
ابی القاسم جنید غوث وقت — لاہل الظلم کا الصبح الجلالی
امام الاصفیاء شیخ شبلی — وحید الدھر من فضل الکمالی
وعبد الواحد بوالفضل دال — من اللہ العزیزیہ بکل حالی
ویوسف بوالفرح طرطوس حسنا — علاء الدین احسن باالجمالی
کثیر الفیض فی المخلوق حقا — علی بوالحسن بالخیر والی
مبارک بوسعید مخزمی — ہو المولیٰ من المولیٰ الموالی
وغوث اللہ محبوب الالٰہی — ہو عبد القادر الضیغم مثالی
وسیف الدین عارف رحمۃ اللہ — علیہ وآلہ فی کل حالی
صفی الدین صوفی نور ربی — فمنصور بنصرۃ ذوالجلالی
ابی العباس احمد قطب وقت — حمید الدین مامن للرجالی
ونور الدین مسعود محمد — معین المستعین بکل حالی

وصالح بوالحسن کرم علی — محب اللہ من اہل النوالی
جمال الدین اکبر سید شاہ میر — ہو عبد اللہ حسن ذی الفضالی
وشمس الدین اعظم فی الخلائق — ہو المعروف اکمل بالوصالی
وفی الاوج محمد غوث شیخ — قوی الحکم فی الحالی ومالی
وحقانی مبارک سید القوم — ہو الضیغم من الافغان قالی
وچشتی مجمع البحرین معروف — امین فی الخلائق بالوکالی
سلیمان کریم ابن الکریم — ہو المقبول بالاقبال قالی
ونوشہ گنج بخش حجۃ اللہ — ہو الحاجی محمد ذی اللآلی
وہادینا الی سبیل الرشاد — ولی اللہ برخوردار عالی
وسیدنا جمال اللہ حافظ — ولی کامل فی ساہنپالی
وختم الاولیاء حیات شاہ — ہو المستغرق الذات التعالی
ونور اللہ نور من الٰہ — ہو البحر المشحن باللآلی
وفی الخلق الٰہی بخش اکرم — من المتاخرین بکل حالی
وقل احمد شہیر مثل نوشہ — بظاہر باطن بالاتصالی
دلیل العارفین آیین شاہ — امیر الملۃ الاہل الکمالی
محمد شاہ سیدنا رحیم — بذکر اللہ قائم فی اللیالی
ومولانا وشیخی سند عالی — وفالح ظلمتی بدر المثالی
معینی فی المصائب والحوادث — معینی بالہدایۃ والوصالی
ضیائی حیلتی فی الدین ودنیا — واہل العین والشین وحالی
محقق وقلتنا نور من الا — غلام المصطفیٰ یحیی الخصالی
ہو المحضور فی المحضر بصدق — فکرمہ بقربتہ لا یزالی

شریف الاشرفا شریف احمد | فبلغنا الٰہی با الکمالی
فرب اغفرلنا ذنباً عظیماً | وہب من لدنک من النوالی
فیارب ترحم انت مولی | کریم قادر فی کل حالی
انا ادعوا بنور شیوخ شجرہ | الٰہی انت تعلم کل حالی
حشر نا یوم محشر کل ناس | بسلسلتھم الی یوم الزوالی
وعبد الحق ادعوا یا الٰہی | قیامی فی الطریقہ والکمالی
شیوخ القادری کانوا شفیعا | وعبد الحق چشتی بالمالی

سیّد فضل حسین شاہ

آپ کھیپڑانوالہ ضلع گجرات کے مشہور اہل اللہ خاندان سے ہیں۔ آپ کے دادا سیّد منور شاہ اور محمد شاہ سے علم معرفت و تصوف آپ کے خاندان میں ہے۔ خاندانی عارف ہیں۔ قادری سلسلہ میں منسلک ہیں۔ نہایت پرہیزگار انسان ہیں۔

سائیں چُپ

سائیں گوراں دنہ کا مرید ہے۔ کھٹہ بھالیہ کا رہنے والا ہے۔ پہلے ٹھیکیداری کرتا تھا۔ بعد میں فقر کا دم بھرنے لگا۔ مدت تک خاموش رہا۔ کسی سے بات نہیں کرتا تھا اس نسبت سے لوگ اسکو سائیں چُپ کہتے تھے۔ اب یہ سلسلہ چھوڑ کر پھر ٹھیکیداری کرتا ہے۔ قصیدہ غوثیہ کا عامل ہے۔ راقم الحروف کے چچا بزرگوار علامہ مولوی محمد عالم صاحب سے قصیدہ غوثیہ خوش خط لکھوایا۔ جو وہ ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہے۔ علامہ موصوف نے قصیدہ مزیدار لکھا جو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

کتبت قصیدۃ الغوث المعظم | بعون اللہ ربی ذوالجلالی

کتبت لزاہد قد فاز فوزاً | وقد ترک الکلام مع الرجالی
وقد ترک البلاد و ما علیہا | فیعبد فی الصحاری والظلالی
وقد ترک القصور مع الریاض | وقد ترک النکاح و کل حالی
وقد ترک الاقارب اجمعیہم | وقد رب بالولی لکل والی
وقد ترک الطعام بابتلاد | فیکفی بالقلیل من الحلالی
تفرد لبعد ذالک سار سیر | بفیضان العباد کا الغزالی
فیذکر ربہ فی کل حین | باطراف النہار مع اللیالی
یقال باسمہ شیخ سکوت | علی لکوۃ الاعلیٰ المعالی
کتبت و ما اخذت علیہ اجر | ولست باخذ من خف مالی
او ابری من کتابتہ جمیعاً | علی الملک المہیمن ذی الجلالی
کتبت بحبہ للہ محضاً | اذا جاء السوال علی السوالی
سمعت و مارایت بہ بعین | نظمت کما سمعت اللالی
وانی عالم من قلعہ دار | دعا الخیر ارجو کل حالی
فارسلہ الیک برحمۃ اللہ | فخذ منہ بلا قیل و قالی

سائیں کرم علی شاہ صاحب

صاحب سنگھڑ کے زمانہ میں گجرات محلہ چوک مہاناں میں ایک معروف عارف بزرگ گزرے ہیں۔ علم و حکمت کی دولت سے آراستہ تھے۔ اور باشرع بزرگ تھے ان کے تفصیلی حالات کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے البتہ ان کے پڑپوتے حافظ عبدالحمید صاحب کے پاس ان کی لائبریری دیکھی ہے جن سے ان کا عالمانہ شکوہ مترشح ہوتا ہے۔ نیز ان کے چند تبرکات کی زیارت کی ہے جن سے ان کی عظمت

واضح ہوتی ہے۔ عارف کامل ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے عالم دین تھے آپ نے ۱۲۷۰ھ میں وفات پائی۔

رضی اللہ والنبی عنہ ۱۲۷۱

چو کرم علی شاہ نیکو سرشت　　ہمہ کارِ دنیا بہ نیکی بہشت
کہ ناگاہ ہاتف بمن مژدہ داد　　بادہ ساغری داد ساقی بہشت
چو جام جہاں بین تاریخ او　　دریں ساغری شاعری در بہشت ۱۲۷۱ھ

ایضاً

بروح کرم علی باد فضل حق صد بار　　کہ بود سالک و صاحب حق نماز گزار
بدیں وسیلہ تاریخ او برون آید　　خدا پرست بنشیند دگر بیار چہار ۱۲۷۱ھ

ایضاً

مظہر فقر و صفا کرم علی شیریں کلام　　گشت چوں بازار ایماں عازم ملک دوام
از پے تاریخ لطف حق عطا کردہ　　تاج غفراں جنر رحمت فرق مقام ۱۲۷۱ھ

ایضاً

مصدر سر خدا بود چہ فرشتہ بخو　　نام او کرم علی شاہ شفیق من و تو
چوں خدا نزول او کرد در رضوانی　　سال تاریخ برو آر ز تو ۱۲۷۱ھ

ایضاً

لالہ پر شد ز داغی　　برفت آں بلبل رنگیں زباغی
شہی کرم علی نامش علی بیں　　نمود از کار ایں عالم فراغی
چو تاریخش بتاید ہمچو خورشند　　ایں خون از سراغی

حضرت کالو شاہ صاحب

حضرت سائیں کرم علی شاہ صاحب کے صاحبزادے تھے۔ علم و حکمت کی دولت سے اپنے والد کی طرح آراستہ تھے، اپنے والد بزرگوار سے فیض پایا اور عرفانیوں میں نام پیدا کیا۔ معاصر بزرگ آپ کا بہت احترام کرتے تھے، ان کے خاندانی کتب خانہ میں ہم نے ان کے ہاتھ کی متعدد تحریریں دیکھی ہیں جن سے ان کے علم و فضل کا اندازہ ہوتا ہے۔ تاریخ وفات معلوم نہیں ہو سکی۔

مولوی عبدالمجید صاحب

حضرت کالو شاہ صاحب کے صاحبزادے تھے۔ گجرات میں جلد سازی کا کام کرتے تھے۔ رزق حلال کو وسیلہ نجات ٹھہرایا۔ روحانیت سے پورا پورا لگاؤ تھا۔ اور اپنے بزرگوار کے صحیح جانشین تھے۔ فروری ۱۹۶۸ء میں وفات پائی ان کے صاحبزادے مولوی حافظ عبدالحمید آج کل بزرگوار مسجد میں متولی ہیں۔ اور بزرگوار کے جانشین ہیں، خلق و مروت کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ راقم الحروف کے مہربان دوستوں میں سے ہیں۔

بزرگانِ نوشاہی ہاشمی

بزرگانِ نوشاہیہ ہاشمیہ کے حالات جناب سیّد ابوالکمال برقؔ نوشاہی نے اس کتاب کی تدوین کے بعد لکھ کر ارسال کئے۔ کتاب کی کتابت ہو چکی تھی۔ لہٰذا ان کو سنین وار مناسب مقامات پہ درج کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا بطورِ ضمیمہ آخر میں درج کئے جاتے ہیں۔ حالات و واقعات کی تمام تر ذمہ داری برقؔ صاحب پہ ہے۔

احمد

حافظ سید محمد ہاشم شاہ دریا دل نوشاہی

آپ کا اسم گرامی محمد ہاشم شاہ اور خطاب مستطاب دریا دل ہے۔ آپ امام سلسلہ نوشاہیہ مجدد اعظم حضرت سید نوشہ گنج بخش قادری کے فرزند ارجمند تھے۔

علوم دینیہ کی تحصیل آپ نے حاجی حسین دیوالوی، علامہ محمد تقی، مولوی عبداللہ لاہوری اور آفتاب پنجاب علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی سے کی مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں۔ کہ آپ نے علوم ظاہریہ میں اس قدر کمال حاصل کر لیا تھا۔ کہ اپنے وقت کے محدثین اور فقہا میں ممتاز تھے۔

نزہتہ الخواطر میں ہے۔ کہ آپ اپنے والد ماجد کے مرید تھے۔ حضرت سید محمد ہاشم سخاوت، شجاعت، کرامات و خوارق، زہد و تقویٰ اور مہمان نوازی میں شہرہ آفاق تھے کثرت مہمان نوازی اور سخاوت کی وجہ سے لوگ انہیں دریا دل کہتے تھے۔ حضرت نوشہ گنج بخش نے ان کو اپنی زندگی میں ہی اپنا ولی عہد نامزد کر دیا تھا۔ (فیض الفقرا فارسی خطی)

مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں۔

بعد از پدر عالی قدر بر سجادۂ مشیخیت قائم شدہ بسیار طالبانِ حق را بحق رسانید

(خزینۃ الاصفیا ص ۱۹۴)

یعنی اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد وہ مسند سجادگی پر متمکن ہوئے۔ اور بیشمار طالبانِ حق کو فیضیاب کیا۔

آپ کی ذاتِ گرامی ظاہری اور باطنی علوم کا سرچشمہ تھی۔ سید محمد حیات برخورداری نے لکھا ہے۔ کہ سید شاہ عصمت اللہ نے بھی آپ سے چند اسباق پڑھے تھے۔ حضرت سید محمد ہاشم دریا دل کے درس حدیث میں عام طلباء کے علاوہ علماء اور فضلاء بھی شریک ہوتے تھے۔ آپ صاحب تصانیف بھی تھے۔ مندرجہ ذیل کتب آپ کی تصانیف سے موجود ہیں۔

۱- الصحیفۃ الکاملۃ عربی۔ ۲- الاصول عربی ۳- مجموعہ احادیث و آثار۔ ۴- مقامات قادریہ۔ ۵- القول المقبول۔ ۶- شرح احادیث نبویہ۔ ۷- حاشیہ صدرا۔ ۸- حاشیہ خیالی (ملاحظہ ہو تذکرہ سعیدیہ و تذکرہ مشائخ قادریہ)

حضرت سید ہاشم، محدث اور فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پایہ کے طبیب جلیل القدر صوفی اور عظیم الشان مبلغ اسلام تھے۔ آپ کے ہاتھ پر آتش پرستوں کی ایک جماعت نے توبہ کر کے اسلام قبول کیا تھا۔

انوار نوشاہیہ میں آپ کی تاریخ وفات ۲۲ رذی الحجہ سنہ ۱۰۹۲ھ درج ہے۔ لیکن ایک قلمی بیاض میں بجائے ۲۲ رذی الحجہ ۱۵ رذی قعد سنہ ۱۰۹۲ھ لکھا ہوا ہے۔

آپ کا مزار اقدس موضع رنمل شریف تحصیل پھالیہ میں روضہ عالیہ حضرت نوشہ گنج بخش سے شرقی جانب چبوترہ پر واقع ہے۔

قطعہ تاریخ وصال از سید ابوالکمال برق نوشاہی سجادہ نشین ڈوگہ شریف

پیر ہاشم شاہ سجادہ نشین — شیخ عالم وارثِ نوشاہِ دیں
آں محدث اعظم و قطب زماں — عارفِ حق دستگیر بے کساں
ناصرِ ملت امامِ اصفیاء — عاشقِ حق مخزنِ جود و سخا
عالم و فاضل فقیہ و راز داں — نائب نوشاہِ عالم بے گماں
گشت چوں آں ماہِ تاباں زیر خاک
وصلش آمد، "وارثِ نوشاہِ پاک" ۱۰۹۲ھ

ولہٗ

باز گفتم وصل آں عالی وقار — "اُو کلیم متقی روزگار" ۱۰۹۲ھ

۱؎ گلدستہ نوشاہیہ صفحہ ۶۵

حضرت سید محمد سعید شاہ دولا نوشہ ثانی

حضرت محمد سعید شاہ دولا نوشہ ثانی محدثِ اعظم حضرت سید محمد ہاشم شاہ دریا دل کے فرزند اور سیدہ نوشہ گنج بخش قادری کے پوتے تھے۔ علم و فضل میں ممتاز اور کشف و کرامات میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ حضرت نوشہ گنج بخش کے تیسرے سجادہ نشین تھے۔ آپ کی بزرگی اور کمالات کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا تھا۔

پیوستہ در حضورِ خدا و رسول او ۔۔۔ زاں معتقد شدند ز املکِ روم شام

جناب سید محمد حیات برخورداری تذکرہ نوشاہی میں لکھتے ہیں۔

محمد سعید از نبایرۂ مشاہیر حضرت نوشہ جیو سجادہ نشین ست۔ یعنی حضرت محمد سعید رح جناب نوشہ گنج بخش کے نامور پوتے اور سجادہ نشین ہیں۔ (رسالہ اعجاز)

تذکرہ نوشاہی اور ثواقب المناقب میں مرقوم ہے۔ کہ حضرت نوشہ گنج بخش نے علامہ رضی الدین کنجاہی کو آپ کے فضل و کمال اور سجادہ نشین ہونے کی بشارت دی تھی۔ جو حرف بحرف پوری ہو کر رہی۔ اور اس کے نتیجہ میں آپ کے عہد میں سلسلہ نوشاہیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

خصائص و فضائل آپ عابد، زاہد، متقی اور صاحبِ کشف و کرامات تھے۔ حلقۂ ارادت بڑا وسیع تھا۔ آپ بے حد مہمان نواز اور سخی تھے۔ بقول شاہ عمر بخش برخورداری دس من آٹا دو گندم اور ایک گائے آپ کے لنگر کا یومیہ خرچ تھا۔ آپ عالم با عمل حافظ قرآن مفسر، محدث اور فقیہہ تھے۔ عامۃ الناس کے علاوہ علماء اور فضلاء بھی آپ کے حلقہ بگوش تھے۔ علامہ عبداللہ غزنوی، محمد قاسم شامی، شیخ امیر علی کابلی، مفتی خیر اللہ ازہری جیسے متبحر عالم آپ کی کفش برداری پہ نازاں تھے۔

معمولات آپ ہمیشہ صبح کی نماز کے بعد درس قرآن مجید دیتے تھے۔ اور ہر جمعرات کو نماز

ظہر کے بعد وعظ فرماتے تھے۔ تہجد کے بعد صبح تک ذکر فکر اور مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔

تبلیغ اسلام آپ کے ہاتھ پر بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ تذکرۃ المشائخ میں ہے۔ کہ پنڈت بیلی رام ساکن نفر چک۔ باوری، میلا اور تیجارام آپ کی تبلیغ اور کرامات سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے تھے۔

آپ صاحب تصنیف بھی تھے حضرت سید محمد سعید شاہ دولا نوشہ ثانی نے ۲۹ ذی قعد ۱۱۴۸ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار اقدس حضرت نوشہ گنج بخش کے روضۂ عالیہ سے شرقی جانب موضع رنمل شریف میں ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

سید عالی نسب روشن جبیں　　پیر دولا پاک سجادہ نشیں
ناصر دیں قطب عالم مقتداء　　صاحب دستار شیخ اولیاء
چوں بجنت رفت آں مرد رشید　　گفت وصلش برق خورشید وحید ۱۱۴۸ھ

ایضاً

برق سال انتقال آں مرد پاک　　گو جناب وارث نوشاہ پاک ۱۱۴۸ھ

فقیہہ اعظم حضرت سید محمد ابراہیم شاہ نوشاہی

حافظ سید محمد ابراہیم شاہ نوشاہی حضرت سید محمد سعید شاہ دولا کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ بڑے بلند پایہ صوفی اور صاحب تصرف بزرگ تھے۔ چودہ سال کی عمر میں علوم و فنون میں فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی۔ آپ فقیہہ اعظم کے لقب سے مشہور ہیں۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد مسند سجادگی پر متمکن

ہو کر رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

آپ اپنے والد ماجد کے مرید اور خلیفہ تھے۔ بڑے فیاض، مہمان نواز اور صاحب تقویٰ تھے۔ آپ احکام شرعیہ پر بڑی سختی سے پابند تھے۔ آپ نے ایک طویل عرصہ درس و تدریس کا فریضہ بھی انجام دیا۔ آپ اوراد و وظائف اور نوافل پر مواظبت فرماتے تھے آپ نے متواتر بارہ سال روزے رکھے۔ آپ کی تصانیف سے مسائل طریقت (فارسی نثر) اور فتاوی ابراہیمی عربی مقبول خلائق ہیں۔

حضرت سید حافظ محمد ابراہیم نوشاہی نے ۱۲۰۲ھ میں بعد از نماز فجر سورہ حشر کا آخری رکوع پڑھتے ہوئے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

آپ کا مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنمل شریف میں اپنے والد کے مزار سے جنوب مغرب میں چبوترہ پر واقع ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

سید ابراہیم نور کبریا — مخزنِ عرفان قطبِ الاتقیا

چون بگفتم ہاتفا! وصلش بجو — گفت: سید افضل الفقہا بگو ۱۲۰۲ھ

حافظ سید خان محمد ملک شاہ نوشاہی

آپ حضرت سید محمد ابراہیم شاہ کے فرزند ارجمند تھے۔ ۳ رجب ۱۱۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ بیاض حضرت نظام الدین اور شجرہ خاندان حضرت نوشہ پیر میں لکھا ہے کہ آپ اپنے والد ماجد فقیہہ اعظم کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ علم و فضل میں ممتاز اور زہد و ریاضت و کشف و کرامات میں یگانۂ آفاق تھے۔

آپ فقیہہ اور محدث تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے تمام کتب درسیہ

سے فراغت حاصل کر لی تھی۔ آپ نے کئی سال دارالولایت نوشاہیہ رنمل شریف میں درس و تدریس کا فریضہ سر انجام دیا۔ آپ کے عہد خلافت میں حضرت نوشہ گنج بخش کا روضہ مبارک رنمل شریف میں تعمیر ہوا آپ نے یکم محرم ۱۲۷۸ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار اقدس رنمل شریف ضلع گجرات میں ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

از سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی سجادہ نشین ڈوگہ شریف ضلع گجرات

آں محمد ملک شاہ حق نما　　عارف حق صدر بزم اتقیا

برقؔ بد خورشید عالم بیمثالی　　"زاہد خورشید عالم" انتقال ۱۲۷۸ھ

اولاد آپ کے تین فرزند تھے۔ اوّل سید حسن محمد شاہ عارف۔ دوم سید حافظ قطب شاہ۔ سوم سید حافظ عظیم اللہ محدث۔ تینوں علم و فضل میں ممتاز اور عارف کامل تھے

حافظ سید حسن محمد شاہ عارف نوشاہی ہاشمی

آپ حضرت سید حافظ خان محمد ملک شاہ نوشاہی کے فرزند ارجمند تھے۔ ۷ر صفر المظفر ۱۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ بڑے ذہین تھے۔ ۹ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ اپنے والد صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کئی سو نفل یومیہ پڑھتے تھے۔ آپ سے بیشمار کرامات کا ظہور ہوا۔ آپ فارسی اور عربی کے شاعر تھے۔

وفات آپ نے ۱۴ر شعبان المعظم ۱۲۶۴ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنمل شریف میں ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

از سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی

امام اولیاء شاہ مکرم　　محمد حسن شاہ عارف معظم

معظم بود چوں آں شاہ والا　　وصالش برقؔ گو روح معظم ۱۲۶۴ھ

از سید غلام مصطفےٰ برخورداری ساہنپالی

چوں بجنت بروفت شاہ حسن | حور وغلماں بگفت مجبوبی
انتقالش بجست نوشاہی | ہاتفم گفت "آہ مرغوبی" ۱۲۶۴ھ

قطب التکوین حضرت سیّد غلام شاہ نوشاہی ہاشمی

حضرت سید غلام محمد شاہ نوشاہی حضرت سیّد حسن محمد شاہ عارف کے فرزند اکبر تھے۔ ۲۹ ربیع الاوّل ۱۲۱۹ھ بروز دوشنبہ دارالولایت نوشاہیہ رنمل شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا حافظ سیّد عظیم اللہ نوشاہی سے حاصل کی حدیث اور فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی۔ منطق اور فلسفہ کی کتابیں مولوی کریم بخش سے پڑھیں۔

علوم ظاہریہ کی تحصیل کے بعد اپنے والد ماجد کی بیعت ہو کر سلوک قادریہ میں کمال حاصل کیا۔ آپ کے فضل وکمال کا بڑا شہرہ تھا۔ جموّں، کشمیر، پونچھ اور ضلع ریاسی کے ہزاروں آدمی آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔

علاقہ راجوری کے کئی ہندو قبائل آپ کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

خصوصیات آپ مادر زاد ولی تھے۔ بچپن میں ہی آپ سے کرامات کا صدور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ آپ متبع سنت اور عابد تھے۔ روزانہ پانچ سو نفل ادا کرتے تھے۔

وفات آپ نے اپنی وفات سے دو ماہ پہلے اپنے انتقال کی خبر اپنے احباب کو دے دی تھی۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۲۸۱ھ بروز دوشنبہ نماز فجر ادا کرتے ہوئے آخری رکعت کے دوسرے سجدے میں نعرہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی داعی اجل کو لبیک کہا۔

آپ کا مزار اقدس موضع ٹھیکریاں شریف ضلع ریاسی میں گورستان گیلانیاں میں ہے۔ جہاں آپ اپنی وفات سے چند ماہ پہلے تشریف لے گئے تھے۔

غواص بحر ھوتیت سرکار بحر العلوم نوشاہی ہاشمی

اسم گرامی سید نصیر الدین اور خطاب مستطاب بحر العلوم ہے۔ آپ شاہ اللہ دتہ کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو پیار کی وجہ سے اسی نام سے پکارتی تھیں۔

ولادت حضرت سید سرکار بحر العلوم قدس سرہٗ مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۲۵۴ھ میں دربار حضرت نوشہ گنج بخش واقعہ رنمل شریف ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔

خصوصیات آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ علم وفضل اور کشف وکرامات میں یگانۂ آفاق تھے۔ بڑے بارعب اور وجیہہ تھے۔ آپ سیف اللسان تھے۔ جو بات آپ کے منہ سے نکلتی وہ پوری ہو کر رہتی تھی۔

معاصرین علماء اور اولیاء آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ سائیں جمعہ خاں آف کوٹھہ کلاں، سید گلاب شاہ اور سائیں فضل مجذوب آپ کے خلفا سے شہرۂ آفاق بزرگ تھے۔ حضرت میاں محمد بخش، سائیں کالا مجذوب اور میاں محمد یوسف مجذوب نے کئی بار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اکتساب فیض کیا۔

کرامت کی جمیع اقسام کا آپ سے ظہور ہوا۔ جو آج تک زبان زد خاص و عام ہیں۔

حضرت سرکار بحر العلوم شریعت حقہ کی بہت زیادہ پابندی کرتے تھے۔ اور اپنے حلقہ نشینوں کو بھی شریعت کی پیروی کرنے کی سختی سے تلقین کرتے تھے۔ آپ پنجگانہ نماز مسجد میں ادا کرتے تھے۔ اور نماز میں امامت کے فرائض خود ہی سرانجام دیتے تھے۔

وفات سید الکاملین حضرت سید سرکار بحر العلوم قدس سرہٗ نے مورخہ ۳ ذی الحجہ ۱۲۰۰ھ بوقت عشاء تین بار اللہ اکبر کہہ کر انتقال فرمایا۔ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ چکسواری میں ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

از سید غلام مصطفےٰ نوشاہی برخورداری ساہنپالی المتخلص بہ نوشاہی

دلی خدا پاک روشن ضمیر — بجنت عروجش لشد بہ سریر
زترحیل آں پیر نوشاہیہ! — بگو آہ آں سالک بے نظیر ۱۳۴۲ھ

مورخہ ۳ ذی الحجہ کو ہر سال آپ کا سالانہ عرس نہایت شان و شوکت سے منعقد ہوتا ہے۔ اور بیساکھ کے آخر میں چک سواری شریف میں بھی آپ کا عرس کیا جاتا ہے۔

قطب الاقطاب سید چراغ محمد شاہ قدس سرہٗ

حضرت سید چراغ محمد شاہ قدس سرہ سرکار بحر العلوم کے فرزند ارجمند مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ مورخہ ۱۰ ربیع الاوّل ۱۲۹۶ھ میں دار الولایت نوشاہیہ رنمل شریف میں پیدا ہوئے۔

آپ پیکرِ جود و ایثار، پابند شریعت عالم علم لدنی اور عارف کامل تھے۔ آپ کی ذات گرامی سے سلسلہ عالیہ نوشاہیہ کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہُوا۔

آپ پنجابی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے۔ سی حرفی نوشہ گنج بخش اور چند دیگر اشعار آپ کی یادگار محفوظ ہیں۔

تلاوت قرآن مجید آپ کا محبوب عمل تھا۔ علاوہ ازیں نوافل اور وظائف قادریہ پر مواظبت فرماتے تھے۔

آپ کی کرامات آج تک زبان زد خاص و عام ہیں۔ آپ بلند پایہ طبیب بھی تھے۔

تصانیف حضرت قطب الاقطاب کی مندرجہ ذیل تصانیف موجود ہیں۔

(۱) ملفوظات حضرت بحر العلوم (۲) شرح صد سی مسئلہ (۳) شجرہ شریف نوشاہیہ
(۴) سی حرفی حضرت نوشہ گنج بخش (۵) مجربات قادریہ (۶) آداب طریقت

وفات آپ نے مورخہ ۹/۱۰ مارچ ۱۹۴۷ء کی درمیانی شب میں چار بجکر دس منٹ پر تین بار بآواز بلند کلمہ شریف پڑھ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ مزار اقدس چک سواری شریف میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

وفات سے چند لمحے قبل آپ کے گیارہ ارشادات

۱۔ حضرت حکیم سید پیر عالمشاہ فرزند اکبر کو فرمایا۔ کہ چک سواری والوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا برتاؤ رکھنا۔

۲۔ سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی فرزند ثانی کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ میرے بیٹے میری وفات میں اب چند لمحے باقی ہیں۔ اب مجھے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوگا۔ اس لئے مجھے کوئی دوا نہ دی جائے۔

۳۔ فرمایا میرے غسل کے پانی میں بیری کے پتے ڈال لینا۔

۴۔ فرمایا مجھے جلدی ہی دفن کر دینا۔ اور لوگوں کا انتظار کر کے تجہیز و تکفین میں دیر نہ کرنا۔

۵۔ فرمایا بزرگوں کی اطاعت، محبت اور شریعت محمدیہ کی پیروی کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا۔

۶۔ فرمایا موضع تنگدیو والے دوکاندار کے چار پیسے میرے ذمہ ہیں۔ وہ ادا کر دینا۔

۷۔ فرمایا اپنی والدہ کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ نیز اسے کہہ دو۔ کہ وہ اپنے حقوق مجھے بخش دے۔

۸۔ فرمایا آپس میں ہمیشہ اتفاق سے رہنا۔

۹۔ سید ابوالکمال برقؔ فرزند ثانی کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ میرے بیٹے ہمیشہ دینی امور میں مصروف رہنا۔

لے گلدستہ نوشاہی ص ۱۳۲ ۱۲

۱۰۔ فرمایا قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھنا۔
۱۱۔ فرمایا مسافروں اور مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ [۱]

تاریخِ وصال

از سید غلام مصطفےٰ صاحب المتخلص بہ نوشاہی برخوردار کی ساہنپالی۔

حضرت وصاحیف ولیِ زماں — رفت بفردوس زفانی جہاں
برکت او بود بآفاق بس — رحمتِ او بود بعالم عیاں
عزت و تعظیم بعالم فزوں — فیض بہرِ اہلِ یقیں داد آں
صابر و شاکر بعبادات بود — ذاکر سبحاں بہر دم زباں
منبعِ برکات و حیاؤ سخا — حافظ آداب طریقت چناں
من چہ کنم مدحت عالی جناب — رتبۂ اعلیٰ ز ہمہ صوفیاں
چار پسر داشت بزرگ و وحید — ہست یکے برحق معظم بخواں
مرقدِ او چک سواری شریف — ہست ضلع میرپور اندر زماں
رحمتِ حق بارہ بقبر شریف — صبح و مسا زائرِ آں مرد ماں
وصل بہ نوشاہی عاجز ملک — گفت "ز محبوب چراغِ جہاں" ۱۳۶۶ھ

ایضاً ولہٗ

چراغ شاہ سید قطبِ عالم — ز دنیا شد بجنت خیر و سالم
خدا رحمت کند بر پیر کامل — دعا یا شد ز ما بر شیخ عامل
چوں نوشاہی بفکر ش گشت محبوس
ندا از غیب شد منظور قدوس [۱] ۱۳۶۶ھ

---

[۱] گلدستہ نوشاہی صـ ۱۳۳

سیّد ہیبت شاہ شہید نوشاہی

آپ حضرت نوشہ گنج بخش کے پوتے سیّد محمد سعید شاہ دُولا کے فرزند ارجمند تھے۔ صاحب کرامات کثیرہ تھے۔ مزار اقدس اگروبہ ضلع گجرات میں ہے۔ صداقت کنجاہی نے آپ کی شہادت پر ایک طویل قطعہ کہا ہے۔ مقطع ملاحظہ ہو

سالِ تاریخ شہادت را بجُوں کردم رقم ۞ لالۂ فردوس شد آں زادۂ کوہ وقار ۱۱۲۶ھ (ثواقب المناقب)

سیّد سلطان محمد نوشاہی

آپ حضرت دُولا پاک کے فرزند ارجمند تھے۔ اور بڑے قوی الجذبہ بزرگ تھے۔ مزار اقدس رنمل شریف میں ہے۔

حضرت سیّد فقیر اللہ غازی نوشاہی

سیّد فقیر اللہ شاہ غازی سیّد محمد سعید دُولا کے فرزند تھے۔ آپ کی سینکڑوں کرامات آج تک مشہور ہیں۔ ہر سال ہاڑ کے مہینہ میں آپ کا عرس منعقد ہوتا ہے۔ مزار اقدس موضع سحر پھجو خاں ضلع میرپور میں ہے۔[1]

حضرت سیّد عبد الرّسول نوشاہی ہاشمی

آپ حضرت سیّد محمد سعید دُولا کے فرزند ارجمند تھے۔ علم و فضل اور کشف و کرامات میں یگانۂ آفاق تھے۔ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنمل شریف میں ہے۔

حضرت سیّد شاہ عظمت اللہ نوشاہی

آپ حضرت سیّد محمد ہاشم شاہ دریا دل کے فرزند ارجمند اور خلیفہ تھے۔ بڑے صاحب یُمن و برکت تھے۔ سیّد محمد حیات برخورداری لکھتے ہیں: "عظمت اللہ کہ بعد از وصال پدر ایشاں بہ سجادہ ہدایت متمکن شد و بسیار کس از ایشاں بہرہ مند شدند۔ (تذکرہ نوشاہی)

علامہ صداقت کنجاہی لکھتے ہیں: "دوم نونہال نامی شاہ عظمت اللہ کہ ہنگام جلوس برو سادہ سجادہ لمعات تجلیات مانند نخلِ طور بر جبہہ او تافت۔ (ثواقب المناقب) مولوی محمد اشرف منچری لکھتے ہیں: ؎

دوم عظمت اللہ کہ بعد از وصال ۞ مصلّی نشیں شد۔ بوجہ کمال (کنز الرحمت)

آپ نے ۱۱۹۵ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنمل شریف میں ہے۔

قطعہ تاریخ وصال از سیّد ابو الکمال برق نوشاہی

سیّد والانسب سلطانِ دین ۞ عظمت اللہ شاہ سجادہ نشین

---

[1] گلدستہ نوشاہی ص ۲۸۳

وارثِ شاہ ہاشم دریا دلے — ہادیِ راہِ ہدایت کاملے
نیرِ تاباں طریقت ذی جمال — قطبِ عالم ست کاسات اولِ صال
برق وصلِ آں شہِ فرخ شیم — گفت ہاتف گو زکیؔ ذی حشم ۱۰۹۵ھ

حضرت حافظ سید قمر الدین نوشاہی ہاشمی

حافظ سید قمر الدین نوشاہی قطبِ زماں سید سبحان علی نوشاہی کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ عالم، فاضل، حافظ، عارف، طبیب اور خوش نویس تھے۔

روضۃ المجبین فارسی، دستور العلاج فارسی، مثنوی نیرنگِ عشق اور مثنوی مولٰینا روم آپ کی خطی مکتبہ نوشاہیہ ڈوگہ شریف میں محفوظ ہیں۔ آپ نے ۱۱ ربھادوں ۱۲۵۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار اقدس ہنڈ عزیزہ ضلع گجرات میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔[1]

حاجی سید فضل حسین شاہ نوشاہی ہاشمی

آپ حکیم سید شاہ محمد نوشاہی ہاشمی کے فرزند تھے۔ علم و فضل اور زہد و ریاضت میں ممتاز تھے۔ آپ مفتی سلیم اللہ لاہوری کے شاگرد تھے۔ ۱۹۳۴ء میں حج کی سعادت سے مشرف ہوئے تھے۔ آپ ۱۳۲۸ھ میں ایک عظیم الشان دواخانہ کی بنیاد رکھی تھی۔ جو آج تک قائم ہے۔ آپ اُردو اور پنجابی کے شاعر بھی تھے۔ شجرۂ طریقت نوشاہیہ منظوم مجرّبات نوشاہی اور سی حرفی حضرت نوشہ گنج بخش آپ کی یادگار موجود ہے۔ آپ کا مزار اقدس ہنڈ عزیزہ ضلع گجرات میں ہے۔[2]

سید حسن محمد نوشاہی ہاشمی

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید بنے شاہ تھا۔ آپ بڑے باکمال بزرگ تھے۔ مزار اقدس رنمل شریف میں ہے۔ آپ صاحبِ تصانیف بھی تھے۔ مندرجہ ذیل کتابیں آپ کی یادگار موجود ہیں۔ تحائف اصفیا منظوم مطبوعہ، سوانح عمری حضرت نوشہ گنج بخش، ارمغانِ تصوف فارسی نثر، ہیر رانجھا، مرزا صاحباں، سسّی پنوں فارسی نظم علاوہ اس کے آپ کی تصنیف سے ایک فارسی مثنوی بھی ہے۔

حضرت سید نظام الدین نوشاہی ہاشمی

سید نظام الدین نوشاہی ہاشمی حضرت سید سبحان علی ہاشمی کے دوسرے فرزند تھے۔ علم و فضل، زہد و ریاضت اور کشف و کرامات میں ممتاز تھے آپ فارسی کے شاعر اور خوشنویس تھے۔ آپ کی خطی بیاض سید نظام الدین مکتبہ نوشاہیہ ڈوگہ شریف میں موجود ہے۔ آپ کا حلقہ ارادت

---

[1] گلدستہ نوشاہی صد ۲۲۸ ۱۲ [2] گلدستہ نوشاہی صد ۲۲۹ ۱۲

بڑا وسیع تھا۔ آپ کا مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنمل شریف میں ہے۔

سید محمد حسن مجذوب نوشاہی

حضرت مولوی سید محمد حسن نوشاہی حضرت سید نواب دین نوشاہی ہاشمی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ بڑے متبحر عالم اور بلند پایہ صوفی تھے آخر عمر میں آپ پر جذب غالب آگیا تھا۔ آپ کا مزار اقدس پنڈ عزیزہ ضلع گجرات میں ہے۔

قطب زماں حضرت سید فضل عالم نوشاہی

آپ امام الاولیاء حضرت سید نظام الدین نوشاہی ہاشمی کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ جلیل القدر صوفی اور بلند پایہ عالم تھے۔ آپ شاہ جی کے لقب سے ملقب تھے سینکڑوں لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے۔ آپ کی اکثر کرامات آج تک زبان زد خاص و عام ہیں۔ آپ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنمل شریف میں ہے۔

حضرت سید پیر محمد نوشاہی

سید پیر محمد نوشاہی سید فضل عالم عرف شاہ جی کے فرزند اکبر تھے۔ ۱۲۸۲ھ میں دار الولایت نوشاہیہ رنمل شریف میں پیدا ہوئے آپ بڑے زاہد اور صوفی تھے۔ پنجابی اور فارسی کے شاعر تھے۔ آپ خوشنویس بھی تھے آپ کی تصانیف سے قصہ ملاں و ملنگ، شجرہ شریف نوشاہی، سی حرفی یاد فقیر مناقب حضرت نوشہ گنج بخش اور دیگر کئی کتابیں موجود ہیں۔ آپ نے ۱۳۰۷ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ رنمل شریف میں ہے[1]

سید محمد انور شاہ نوشاہی ہاشمی

سید محمد انور شاہ نوشاہی ہاشمی حضرت سید وزیر محمد شاہ کے فرزند اکبر ہیں، عصر حاضر میں زہد و ریاضت اور عبادت میں یکتائے روزگار ہیں۔ آپ کے فرزند ارجمند حکیم سید الطاف الحق نوشاہی بھی پابند شریعت اور بلند پایہ صوفی ہیں۔

سائیں فتح محمد نوشاہی

سائیں فتح محمد نوشاہی حضرت سلطان شیر سچیاری نوشاہی ساکن ڈروہ شریف ضلع گجرات کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ ضلع گجرات کے شہرۂ آفاق بزرگ حضرت خدا بخش نوشاہی مدفون بنڈی آوان ضلع گجرات کی اولاد سے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ بڑے عابد، زاہد اور صائم الدہر تھے۔ آپ نے چالیس سال صرف ایک پیالہ دودھ سے افطار کی۔ آپ نے دوبار قبر کے چلے کاٹے تھے۔ آپ کا مزار موضع سید ابراہیم میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت سید احمد دین شاہ نوشاہی

قطب التکوین سید غلام شاہ نوشاہی کے فرزند تھے صاحب یمن و برکت اور عابد زاہد تھے، علم و فضل اور کشف و کرامات میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کے

---

[1] گلدستہ نوشاہی ص ۲۷۹ ۱۲

مرید اور خلیفہ تھے حضرت سید احمد دین شاہ نے قرآن مجید اپنے ماموں سید عمر بخش رسول نگری سے پڑھا۔ اور اس کے بعد لاہور میں آٹھ سال دینی علوم کی تحصیل کرتے رہے۔ ۱۳۰۴ھ میں رنمل شریف سے چکسواری شریف میں اپنی سکونت منتقل کر لی آپ پنجابی کے شاعر بھی تھے۔ ایک سی حرفی آپ کی یادگار باقی ہے۔

آپ نے ۹ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ میں انتقال فرمایا مزار اقدس حضرت بحر العلوم کے مزار پاک سے غربی جانب چک سواری شریف میں ہے۔[۵۹]

حضرت سید فضل شاہ قلندر نوشاہی

مست بادۂ الست حضرت سید محمد فضل شاہ قلندر نوشاہی حضرت سید احمد دین شاہ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ رنمل شریف ضلع گجرات میں پیدا ہوئے تھے تعلیم دینی اپنے والد ماجد اور سرکار بحر العلوم سے حاصل کی تھی۔ آپ اپنے تایا سرکار بحر العلوم کے مرید اور خلیفہ تھے۔ بڑے صالح متقی اور صاحب علم و فضل تھے۔ بیعت ہونے کے بعد آپ پر جذب اور مستی کا غلبہ ہو گیا تھا۔

حضرت سید فضل شاہ قلندر سے بیسیوں کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ آپ نے اپنی وفات سے تین روز پہلے ارشاد کیا تھا۔ کہ گورستان نوشاہیہ میں ایک قبر کھودی جا رہی ہے۔ میں نے جب اُن سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ تمہاری قبر ہے۔ چنانچہ تیسرے روز آپ کی وفات ہو گئی اور اسی مقام پر آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ نے ۹ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ میں کلمہ شریف پڑھتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔

قطعہ تاریخ وفات از سید ابو الکمال برق نوشاہی سجادہ نشین ڈوگہ شریف ضلع گجرات

فضلشاہ قلندر مست ذی جاہ	کہ از سر حقیقت بود آگاہ
ز وصلش برق از ہاتف چوں پرسید	بگفتا گو: ولی سید فضل شاہ ۱۳۳۶ھ
فضلشاہ قلندر مست و مجذوب	بجنت رفت چوں آں نیک اسلوب
چوں پرسیدم ز وصلش ہاتف	بگو: قیوم اعظم قطب محبوب

قطعہ تاریخ وفات از سید غلام مصطفٰی نوشاہی برخوردار ی

چوں شاہ فضل حسین از اقربا دور	بفردوس بریں شد شاد مسرور
چو نوشاہی تفکر کرد تاریخ	بجنت گفت رضوان حب مغفور ۱۳۳۶ھ

وفات کے بعد کیفیت وجد

حضرت سید فضل شاہ قلندر کو وفات کے بعد جب غسل دے کر چارپائی پر رکھا گیا۔ تو آپ کے مرید سائیں فضل دین نے ایک کافی پڑھی تو آپ کے جسد اطہر پر وجد طاری ہو گیا۔ اور

[۵۹] گلدستہ نوشاہی ص ۱۷۷، ۱۲

آپ ماہی بے آب کیطرح تڑپنے لگے۔ اور زبان مبارک سے ہُو حق کی صدا آنے لگی سینکڑوں آدمیوں نے آپ کی یہ کیفیت دیکھی بلکہ تادم تحریر ہذا کئی آدمی بقید حیات موجود ہیں جو اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں ۔

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حضرت سید فضل شاہ قلندر نوشاہی قدس سرہٗ کا مزار اقدس گورستان نوشاہیہ چک سواری شریف میں اپنے والد ماجد کے مزار سے غربی جانب چبوترہ پر ہے[۱]

حضرت سید معصوم شاہ نوشاہی

آپ حضرت سید سرکار بحر العلوم قدس سرہٗ کے دوسرے فرزند ہیں۔ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ آپ کا اسم گرامی خوشی محمد تھا۔ لیکن آپ سید معصوم شاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ یکم محرم الحرام ۱۳۰۷ھ میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ مزار اقدس گورستان نوشاہیہ متصل شریف ضلع جہلم میں ہے۔ جہاں ہر سال نہایت تزک و احتشام سے آپ کا عرس منعقد ہوتا ہے۔

آپ کے مزار سے انوار ولایت درخشاں ہیں اور سینکڑوں حاجتمند فیضیاب ہوتے ہیں۔

سید سبحان علی نوشاہی ہاشمی

آپ قطب زماں سید خان عالم شاہ نوشاہی ہاشمی کے فرزند ارجمند تھے۔ علم و فضل اور کشف و کرامات میں یگانۂ آفاق تھے۔ ہزاروں لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے راجہ شیر جنگ نے موضع رحمانپور کی نصف اراضی آپ کو بطور جاگیر دی تھی۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔

آپ کا مزار موضع بینڈ عزیزہ ضلع گجرات میں ہے۔

حضرت سید نور علی مجذوب نوشاہی ہاشمی

حضرت سید نور علی نوشاہی سید خان عالم شاہ کے فرزند تھے۔ حضرت میاں محمد بخش مصنف سیف الملوک نے تذکرہ مقیمی میں لکھا ہے۔

کہ آپ مست مجذوب اور صاحب حال ولی تھے۔

آپ کو علاقہ کے راجگان نے کچھ اراضی بطور جاگیر دی تھی۔ جو موضع بلوارہ میں آج تک آپ کی اولاد کے تصرف میں ہے۔ آپ نے ۲۵ رمضان المبارک ۱۲۳۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا مزار اقدس موضع سمبوال شریف ضلع میرپور میں ہے[۲]

سید ابو الکمال برق نوشاہی

آپ کا اسم گرامی غلام رسول شاہ کنیت ابو الکمال اور تخلص برقؔ ہے آپ اپنی کنیت اور تخلص سے ہی مشہور ہیں۔

سید ابو الکمال برقؔ قطب الاقطاب حضرت سید چراغ محمد شاہ نوشاہی کے فرزند دوم تھے۔ آپ ۲ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ بروز جمعۃ المبارک دار الفیض نوشاہیہ چک سواری شریف میرپور آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔

---

۱ ۔ گلدستہ نوشاہیہ ص ۱۸۱ ۱۲ ۲ ۔ گلدستہ نوشاہی ص ۲۲۰ ۱۲

آپ نے چھ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد سے قرآن مجید ختم کیا اور مولوی غلام حسین گلیالوی سے کریما، پندنامہ اور پہلے پارہ کا ترجمہ پڑھا۔ اس کے بعد دار العلوم نقشبندیہ علی پور، مدرسہ محمدیہ جونڈہ، دار العلوم حنفیہ غلیہ سیالکوٹ اور بعض دیگر مدارس میں عربی و فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ نے ۹/۱۰ ذی الحج ۱۳۵۸ھ کی درمیانی شب بوقت گیارہ بجے شب اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور ان کے زیر سایہ سلوک قادریہ کے منازل طے کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آج کل ٹوگہ ضلع گجرات متصل دونیانگر مقیم ہیں۔

سیّد معروف حسین شاہ عارف نوشاہی

آپ کا اسم گرامی سیّد معروف حسین شاہ اور تخلص عارف ہے۔ قطب اقطاب حضرت سیّد چراغ محمد شاہ نوشاہی کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء بروز ہفتہ چک سواری شریف میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ سیّد ابوالکمال برق نوشاہی اور والد ماجد سے حاصل کی ۱۹۵۴ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

میٹرک کے بعد آپ نے دینی علوم کی طرف توجہ دی چنانچہ فارسی کی کتابیں آپ نے مفتی اعجاز ولی خاں رضوی، حافظ محمد عظیم نوشاہی، سیّد عبد القادر ایم اے مولوی محمد یوسف لاہوری، قاضی عبد الغفور اور مولینا مکی احمد خاں سے پڑھیں عربی، صرف، نحو، منطق، کلام، ادب، فلسفہ اصول، فقہ، حدیث اور تفسیر کی کتابیں آپ نے علامہ عبد الحی مردانوی، مولانا اللہ بخش چشتی، مولانا عبد المتین سبر حادی، حافظ محمد یوسف چشتی، مولوی نور محمد چشتی اور علامہ شاہ محمد عارف اللہ قادری سے پڑھیں۔

علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد آپ نے سیّد ابوالکمال برق نوشاہی کی بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا سیّد معروف حسین شاہ عارف نوشاہی علم و فضل اور زہد و ریاضت میں یکتائے روزگار ہونے کے علاوہ شاعر، مصنف اور بہترین مبلغ اسلام ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر بہت سے یورپین غیر مسلم اسلام لا چکے ہیں۔

۱۹۶۳ء میں آپ نے بریڈ فورڈ انگلینڈ میں ایک تبلیغی ادارہ قائم کیا جس کا نام جمعیت تبلیغ الاسلام ہے اور دنیا بھر میں اہلسنت والجماعت کی واحد تبلیغی جماعت ہے۔ جو بین الاقوامی سطح پر تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر رہی ہے۔ آپ نے انگلستان میں کئی مسجدیں تعمیر کیں ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی کئی دینی درسگاہیں بھی وہاں قائم کیں ہیں۔ بریڈ فورڈ میں کئی لاکھ روپے خرچ کر کے آپ نے مسجد تبلیغ الاسلام تعمیر کی ہے آپ دوبارہ حج کی سعادت سے بھی مشرف ہو چکے ہیں۔ پچھلے سال آپ نے مکہ شریف میں "ایک عظیم الشان تبلیغی ادارہ "آل ورلڈ اسلامک مشن" قائم کیا ہے۔ برصغیر پاکستان اور انگلستان میں آپ کے ہزاروں عقیدت مند ہیں۔

نوگزے بزرگ

پنجاب کے دیہات میں بالعموم اور گجرات کے دیہات میں بالخصوص بعض جگہ بہت لمبی لمبی قبروں کے نشانات ملتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نوگزوں کی قبریں ہیں۔ ان نوگزوں کے مزارات سے عجیب وغریب روایات وابستہ ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں، کہ یہ ازمنہ قبل از تاریخ کے انسان ہیں۔ اور ان میں سے بعض پیغمبروں کی قبریں ہیں۔ جن کے اس زمانے میں قد نو نو گز لمبے تھے۔ موجودہ سائنسی اور تحقیقی دور میں لوگ اس عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ آثارِ قدیمہ کے ماہرین کا کہنا ہے۔ کہ اتنے لمبے قد کے لوگ کوئی اربوں سال پرانے ہو سکتے ہیں۔ ہزاروں سال سے وابستہ تاریخ میں آدم کی اولاد کے قد موجودہ دور سے قدرے لمبے ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا پیغمبروں کی قبروں اور نوگز لمبے بزرگوں کی قبروں کا تصوّر غلط ہے۔

کچھ لوگ نوگزوں کی توجیہہ کرتے ہیں۔ کہ یہ لفظ حقیقت میں نوغزہ سے نکلا ہے۔ زمانہ قبل میں لڑائیاں ہوئیں۔ جو لوگ غزوہ میں یا لڑائی میں مارے گئے ایک ایک کر کے ان کو دفن کرنا آسان نہ تھا۔ لہٰذا ایک لمبی خندق کھودی۔ اس میں چار چار پانچ پانچ غازی دفن کر دیئے گئے۔ قبریں ضرورت سے قدرے لمبی ہو گئیں۔ پہلے نوغزوں کی قبروں کے نام سے یاد کی جاتی تھیں۔ جو بعد میں صوتی

انغباره سے بگڑ کر نوگزے بن گئے۔ اور ان سے یہ روایات وابستہ ہو گئیں۔ یہ توجیہہ قدرے سے قرینِ قیاس ہے۔ اگر تاریخ کہیں اِن علاقوں میں اسلامی لڑائیوں کی نشاندہی کر دے۔ کیونکہ غزوہ اسلامی لڑائی کے لئے وضع ہُوا۔ اور اس علاقہ میں قبروں کا عام رواج اسلام کی روایت ہے۔ ہندو لوگ اپنے مردے جلایا کرتے تھے۔ اور جلایا کرتے ہیں۔

بہرحال اس علاقہ میں جن نوگزوں یا نوغزوں کی قبروں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ان کی تھوڑی سی تفصیل اور جو روایات وابستہ ہیں۔ یہاں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ ضلع گجرات میں شمال مشرق کی جانب کڑیانوالہ کی طرف بھڑبلہ شریف ایک جگہ ہے۔ وہاں ایک قبر ستر گز لمبی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں۔ یہ حضرت آدمؑ کے کسی بیٹے کی قبر ہے۔ بعض لوگ ان کو حضرت نوحؑ کا کوئی بیٹا بتاتے ہیں۔ یہ متضاد آرا مشہور ہیں۔ بعض لوگ خود اس کو پیغمبر گردانتے ہیں۔ اور اس کا نام طہنوف علیہ السّلام بتاتے ہیں۔ قبر کے متعلق روائت ہے۔ کہ ہر سال اس کی پیمائش ہوتی ہے۔ کبھی یہ آدھ گز بڑھ جاتی ہے۔ اور کبھی آدھ گز کم ہو جاتی ہے۔ ہر سال عرس منایا جاتا ہے۔

۲۔ موضع شیخ چوکانی میں بھی ایسی ایک مزار موجود ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کے بیٹے کی قبر ہے۔ واللہُ اَعلم بالصّواب۔

۳۔ موضع جم وچوپالہ کے پاس ایک قبر حضرت طالوخ علیہ السّلام کی بتائی جاتی ہے۔ منشی نادر حسین نادر قریشی ساکن جم روحانی طور پر ان کے عقیدت مند تھے۔ ان کی تعریف میں متعدد نظمیں لکھیں۔ جن میں سے چند اشعار یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

۴۔ موٹا متصل ٹانڈہ ضلع گجرات میں ایسی ہی ایک قبر ہے۔ صاحب قبر کا نام نقیب طوش بیان کیا گیا ہے۔

۵۔ نجان متصل منادر میں نوگزا مزار ہے۔ صاحب مزار کا نام سلطان فینوش ہے۔ یہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی اولاد سے تھے۔

۶۔ موضع چھمب میں فلسانوش کا مزار ہے۔ یہ بھی یوسف کی اولاد میں سے ہیں۔

۷۔ دیوا میں سلطان صُلوادرش کا مزار ہے۔ جو حضرت داؤد علیہ السّلام کی اولاد میں سے ہیں۔

۸۔ ڈالہ میں نوگزا مزار ہے۔ صاحبِ قبر کا نام ہرشیا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السّلام کی اولاد سے ہیں۔

تفصیل سے حالات مناقب محمودی کی جلد اوّل ص ۱۹۳، ص ۱۹۴ و جلد سوم ص ۶۴۹ تا ص ۶۵۲ درج ہیں۔

مقامات محمود ۱۹۳

کتابیات

اس مقالہ کی تدوین کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ فہرست باعتبار حروفِ تہجی ہے۔

۱۔	اذکار نوشاہیہ	سید شریف احمد شرافت	مطبوعہ
۲۔	انشاءی حافظ نور اللہ	حافظ نور اللہ	قلمی
۳۔	اسرار الصدق	قاضی فضل حق وزیر آبادی	قلمی
۴۔	بیاض شیخ عبداللہ	شیخ عبداللہ ساکن چک عمر	قلمی
۵۔	بیاض مولوی سلام اللہ	مولوی اسلام اللہ ساکن چک عمر	قلمی
۶۔	بیاض علامہ محمد عبدالکریم قریشی	علامہ محمد عبدالکریم قریشی قلعداری	قلمی
۷۔	بیاض سید شریف احمد شرافت	سید شریف احمد شرافت	قلمی
۸۔	بیاض راقم احمد حسین احمد	احمد حسین احمد قریشی	قلمی
۹۔	بیاض نوشاہی	سید غلام مصطفیٰ نوشاہی	قلمی
۱۰۔	بیاض سید معصوم شاہ	سید معصوم شاہ سادہ چک	قلمی
۱۱۔	تذکرہ نوشاہیہ	حافظ محمد حیات نوشاہی	قلمی
۱۲۔	تذکرہ کاملاں رام پور	احمد علی شوق	مطبوعہ
۱۳۔	تذکرہ بزرگان کھیپڑ انوالہ	نامعلوم	قلمی

۱۴-	تذکرہ صدیقیان	منشی نادر حسین نادر	قلمی
۱۵-	تاریخ خوارزمی	مولف نامعلوم	مطبوعہ
۱۶-	چہار باغ پنجاب	منشی گنیش داس قانونگوی گجراتی	مطبوعہ
۱۷-	چشمۂ ولایت حیات شاہ ولایت	محمد یونس کاظمی	مطبوعہ
۱۸-	حضرت شیخ الہ داد سری اور انکا خاندان	احمد حسین احمد	قلمی
۱۹-	خواجہ ثنا اللہ پیر خرابات	احمد حسین احمد	مطبوعہ
۲۰-	خزینۃ الاصفیا سہروردیہ	مفتی غلام سرور لاہوری	مطبوعہ
۲۱-	ذکر نوشاہی	سید شریف احمد شرافت	مطبوعہ
۲۲-	ذکر خیر	مولوی محبوب عالم سیاہ دی	مطبوعہ
۲۳-	رسالہ الاعجاز	مرزا احمد بیگ لاہوری	قلمی
۲۴-	راہِ نجات	صاحبزادہ سید محمد یوسف	مطبوعہ
۲۵-	ریاض الفیضہ	سید فیض الحسن منگو والی	قلمی
۲۶-	سلک الجواہر	منشی نادر حسین نادر	قلمی
۲۷-	سلسلۃ الاولیاء	مولوی محمد صالح کنجاہی	قلمی
۲۸-	سکینۃ الاولیاء	شہزادہ دارا شکوہ	قلمی
۲۹-	سلیم التواریخ	مولوی اکبر علی	مطبوعہ
۳۰-	شریف التواریخ	سید شریف احمد شرافت	قلمی
۳۱-	تاریخ شاہانِ گوجرہ	مولوی عبد المالک	مطبوعہ
۳۲-	شجرہ خاندان حضرت طاہر بندگی	یار رفیقی	قلمی
۳۳-	شجرۂ میاں جعفر کنجاہی	نامعلوم	قلمی

۳۴۔ فرحت الناظرین	قاضی محمد اسلم	مطبوعہ
۳۵۔ فیض الامین	محمد شفیق	قلمی
۳۶۔ کنز الرحمت	مولوی محمد اشرف منچری	قلمی
۳۷۔ کرامت نامہ حضرت شاہ دولہ	مشتاق رام	قلمی
۳۸۔ کرسی نامہ عرب	حکیم خدا بخش گجراتی	مطبوعہ
۳۹۔ کلیات نظام	مرتبہ کلب علی خان فائق	مطبوعہ
۴۰۔ گلہائے عقیدت	مرتبہ صدیق ظفر	مطبوعہ
۴۱۔ لمعات چراغ	صاحبزادہ ظفر علی عباسی	مطبوعہ
۴۲۔ مقالہ محمد صالح کنجاہی	احمد حسین احمد	مطبوعہ
۴۳۔ مقالہ خاندان نوشاہیہ	احمد حسین احمد	قلمی
۴۴۔ مقامات قطبیہ	قریشی محمد شیر	قلمی
۴۵۔ مقامات محمود	معشوق یار جنگ	مطبوعہ
۴۶۔ مکتوبات مطہرات	صاحبزادہ ظفر علی عباسی	مطبوعہ
۴۷۔ مثنوی معارج		مطبوعہ
۴۸۔ وقائع معین الدین پور	لکھمن شاہ	قلمی

تمت بالخیر

ابوالکلام آزاد کی تصانیف

مسئلہ خلافت
تحریکِ آزادی
شہادتِ حسینؓ
انتخابِ الہلال
حضرت یوسف علیہ السلام
اُمّ الکتاب
ولادتِ نبویؐ
آثارِ سیاست
مسلمان عورت
قرآن کا قانونِ عروج وزوال
طنزیاتِ آزاد
صدائے رفعت

تذکرہ
غبارِ خاطر
کاروانِ خیال
مکالمات ابوالکلام آزاد
مکاتیب ابوالکلام آزاد
قولِ فیصل
خطبات ابوالکلام آزاد
مضامینِ الہلال
اصحابِ کہف
البیرونی اور جغرافیۂ عالم
صبحِ اُمید
ابوالکلام آزاد (فکر وفن)

جواد برادر
۳۱۳۔ ذوالقرنین چیمبرز۔ گنپت روڈ
لاہور ۲

